

183516

۹۲۳۵۲
مکتبہ اسلامیہ

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_188516

UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۱۲۳۵۲ Accession No. ۶۲۶۳
Author: سرور اسحاقی بیک 6263
Title: سوره خ مدونت ماش

This book should be returned on or before the date
last marked below.

ابوالفتح ارشہد سنی

مدحت پاشا

ایک قوم پرست ترک

کی

سوانح عمری

جس کو مرزا اسحق بیگ ڈیڑھ اخبار اقبال نے تالیف کر کے

اپنے پبلک پریس مراد آباد میں

چھاپا اور شائع کیا

قیمت مع مصدقہ لٹاک دس آنے (۱۰ روپے)

نذر

شہید حریت مدحت پاشا کی سوانح عمری کو مشہور جدید نگار قاضی
محمد عبدالغفار اڈیشہ جہور کے جذبہ آزادی و حریت پسندی کے نذر
کرتا ہوں۔

نیاز کیش

مرزا اسحاق بیگ

اڈیشہ جدیدہ اقبال مراد آباد

۱۶ جنوری سنہ ۱۹۶۰ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 ابوالاحرار شہید دستور
 مدحت پاشا
 ابتدائی زندگی و حالات

ابوالاحرار شہید دستور مدحت پاشا ۱۸۲۲ء میں قسطنطنیہ میں پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد حاج علی آفندی ولایت ڈینوب کے صدر مقام روہت کے رہنے والے اور ایک سہل سرکاری عہدہ دار تھے چونکہ وہ کچھ زیادہ خوشحال نہ تھے اس لئے آپ کی تعلیم کا کوئی معقول انتظام نہ ہو سکا اور ابتدائی تعلیم کے بعد آپ کو خوشحالی سمجھائی جو اس زمانہ میں ایک متاثر بن تھا اور اس کے جاننے والے بڑے بڑے سرکاری عہدوں پر فائز ہوتے تھے

آپ کی عمر کا ابتدائی حصہ (۵ سال) والد ماجد کے ساتھ مختلف مقامات میں بسر ہوا جو بگاری کاموں پر اکثر ادھر ادھر آیا جایا کرتے تھے ۱۸۳۸ء میں آپ کے والد نے مستقل طور پر قسطنطنیہ میں قیام کیا وہیں آپ جوان ہوئے اور سرکاری ملازمت کے حصول کی کوشش شروع کی اس زمانہ میں صاحب ثروت، اہل ہمت اور دہرہ حکومت کے شائق عملاً سرکاری ملازمت کو پسند کرتے تھے شہید دستور نے اس خیال سے نہیں بلکہ اپنی خدمات سے ملکات قوم کو فائدہ پہنچانے کے لئے سرکاری ملازمت کے حصول کی کوشش کی چونکہ انکی ذکاوت و ہمت اور

روشن خیالی کا عام چرچا تھا اس لئے اس کے عطا کئے گئے انیس زیادہ جہد و جہد نہ کرنی پڑی اور وہ صدارت عظمیٰ کے حکم سکریٹریٹ میں داخل ہو گئے اور پھر مختلف مناصب پر مقرر کر کے باہر بھیجے گئے۔ دمشق میں بھی دو سال آپ نے کام کیا اور پھر ۱۸۴۳ء میں آستانہ واپس آئے۔ آستانہ سے آپ کو اس مجلس کا سکریٹری بنا کر قونیہ بھیجا گیا جو سامی کبیر پاشا کی صدارت میں وہاں قائم ہوئی ۱۸۴۹ء میں آپ مجلس ولایت کے دوم سکریٹری مقرر ہوئے اور تقریباً دو طعانی سال بعد اول سکریٹری کے درجہ پر آپ کو ترقی دی گئی۔

اسی زمانہ میں دمشق کے فوجی سپہ سالار قبرصی محمد پاشا کی نسبت حکومت کو یہ اطلاع ملی کہ اس نے دمشق کے غیر سرکاری مالی معاملات میں مداخلت سے رعایا کو پریشان کر رکھا ہے اور صورتِ حالات خطرناک ہوتی جاتی ہے اس کی تحقیقات کے لیے محنت پاشا کو مقرر کیا گیا۔ آپ نے دمشق پہنچ کر پورے چھ مہینہ تک مالی معاملات کی تحقیقات کی اور محصل جنگی وغیرہ کا حصول انتظام کر کے ڈیڑھ لاکھ عثمانی پونڈ اپنے ساتھ لائے اور شاہی خزانہ میں داخل کر کے حکومت کو رپورٹ کی کہ قبرصی محمد پاشا جرم میں ملوث ہے اور میرے نزدیک اس کا عزل قرین مصلحت ہے۔

تحقیقات واقعہ میں محنت پاشا کی خدمات سے رشید پاشا وزیر اعظم بہت خوش ہوئے اور ان کی ذکاوت و قابلیت کی داد دیتے ہوئے ان کو مجلس عالی میں ایک بڑا منصب عنایت فرمایا اس عہدہ پر آپ رشید پاشا، عالی پاشا اور رفعت پاشا کے اذنہ صدارت عظمیٰ میں برابر کام کرتے رہے اور اس دوران میں صرف امور داخلیہ سے واقفیت حاصل کر لی بلکہ ان اہم امور کی گفت و شنید سے بھی جو رفعت پاشا وزیر خارجہ اور پرنس مکنون نامیہ قیصر روس کے درمیان جنگ کریمیا سے پہلے ہو رہی تھی۔

۱۸۵۲ء میں قبرصی محمد پاشا جن کے عزل کا محنت پاشا نے دولت کو مشورہ دیا تھا صدر اعظم مقرر ہوئے۔ قبرصی محمد پاشا نے اس موقع سے فائدہ اٹھانے اور جبری نوجواں

پاشا سے انتقام لینے کا ارادہ کر کے ان کو اس اہم سیاسی مسئلہ کے حل پر مقرر کیا جو اس زمانہ میں ایک سخت خطرہ کی حالت رکھتا تھا یعنی مسئلہ بلقان کا حل بلقان کی حالت اس وقت نہایت خراب تھی۔ خود مختاری حکومت کا عام جوش پھیلنا ہوا تھا اور سرکش و متغیر قبائل اطراف ملک میں نوٹ مار کر رہے تھے۔ قبرضلی محمد پاشا نے مدحت پاشا کو بلقان کی مہم پر روانہ کیا اور شورش کو فرو کرنے اور سرکش و متغیر قبائل سے ملک کو پاک کرنے کی خدمت ان کے سپرد کی۔ مدحت پاشا نے تھوڑے ہی عرصہ میں اپنی خدمت کو خوبی سے انجام دیا اور شورش فرو کر کے کامیابی کے ساتھ واپس آئے۔

بلقان سے واپسی کے زمانہ میں صدارت عظمیٰ پر رشید پاشا فائز تھے ان میں اور عالی پاشا میں عثمانی صوبوں کو خود مختاری دے جانے کے مسئلہ پر تبادلہ خیالات ہو رہا تھا اور ابہ انی کا ردائی وضع قوانین کی صورت میں شروع ہو چکی تھی کہ مدحت پاشا آستانہ پہنچے اور اپنی مہم کی رپورٹ صدر اعظم کی خدمت میں پیش کی۔ رشید پاشا صدر اعظم رپورٹ پڑھ کر بہت خوش ہوئے اور مدحت پاشا کے اقتدار کو دیکھ کر حیرت میں رہ گئے۔

خود مختاری دینے جانے کی تجویز چونکہ رشید پاشا کے ذہن میں تھی اس لئے انہوں نے قرار دیا کہ مدحت پاشا کو ولایت ڈینیوب بھیجا جائے تاکہ وہ وہاں خود مختار حکومت کے قیام کی تجویز کا تجربہ کریں یہ ارادہ عمل میں نہ آیا تھا کہ وزارت میں انقلاب پیش آیا اور یہ تجویز پوئنی رہ گئی

کچھ عرصہ بعد آپ کو صوبجات ایدن اور سلطریہ کی بغاوت فرو کرنے کی خدمت سپرد ہوئی جس کو آپ نے نہایت خوبی سے انجام دیا اور سلطان عبدالمجید خاں مرحوم کی خدمت میں اپنی مہم کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے ظاہر کیا کہ صوبجات کی سرکشی و متغیر

کا سبب گورنروں کی برائے نظمی اور ناقابلیت ہے صوابات کے گورنروں نے اپنی بریت ثابت کرنے کے لئے باب عالی کی خدمت میں اپنے عذرات پیش کئے اور اس الزام کو دور کرنے کی کوشش کی جو ان پر لگایا گیا تھا سلطان عبدالعزیز نے اس کو مسترد کر دیا لیکن بہر حال حکومت اور عقائد دولت نے یہ خیال کر کے کہ ہمیں دوسری بار کی تحقیقات میں حق پر باطل غالب نہ آجائے تحقیقات ثانی کے حکم کو مسترد کر دینے کی کوشش شروع کر دی۔ چنانچہ خیر الدین افندی آستانہ کے مشور و مہتمم عالم نے اس کے متعلق ایک رپورٹ سلطان کی خدمت میں پیش کی جس میں مدحت پاشا کی تائید کر کے ہوئے سلطان سے توجہ کی کہ وہ تحقیقات مزید کے حکم کو منسوخ فرادیں اور سلطان نے اس خواہش کے مطابق اپنے حکم کو منسوخ کر دیا۔

۱۸۵۷ء میں شید پاشا کی وفات کے بعد عالی پاشا صدر اعظم مقرر ہوئے اور انہوں نے مدحت پاشا کو دول یورپ کے طریق حکومت، انتظام اور مالی و ملکی محکموں کا تجربہ حاصل کرنے اور واقفیت بہم پہنچانے کے لئے یورپ بھیجا اس وقت آپ کی عمر پچیس سال کی تھی چھ مہینے تک آپ یورپ میں تجربات حاصل کرتے رہے۔ پیرس، وانا اور بریسل وغیرہ کے مالی و ملکی محکموں کو غور سے دیکھا اور تمام ضروری و اہم امور سے واقفیت بہم پہنچا کر آستانہ واپس آئے۔ اس سفر نے آپ کو بہت فائدہ پہنچایا اور اب آپ کی شخصیت آستانہ میں بہت ممتاز ہو گئی۔ ترکی کے مقبوضات میں جب کوئی شورش فساد یا بغاوت رونما ہوتی مدحت پاشا کو فرور کرنے اور وہاں کے انتظام کو بروئے کار لانے کے لئے مقرر ہوتے۔ اور چونکہ اس قسم کے واقعات کو سلجھانے کا آپ کو کافی تجربہ تھا اس لئے آپ اپنی عمر میں ہمیشہ کامیاب ہوتے تھے۔

کچھ عرصہ بعد بلغاریہ میں دوبارہ فساد رونما ہوا اب کی مرتبہ بلغاریہ کے مسیحی باشندوں نے زبردستی اہمال کی تباہی کے خطرہ سے فساد کے رونما ہوتے ہی اپنے گھروں کو چھوڑ دیا اور

ترک کر کے دوسرے ملکوں اور صوبوں میں چلے گئے۔ سپاہ اور انتظامی پولس اُن کو ہر چند روکتی اور اطمینان دلاتی تھی لیکن ہجرت کا سیلاب روکے نہ رکھتا تھا۔ آستانہ میں جب یہ خبر پہنچیں تو مدحت پاشا کو فوراً بلغاریہ جانے اور بغاوت فرو کرنے کا حکم دیا گیا۔ مدحت پاشا آستانہ سے یہ ارادہ کر کے روانہ ہوئے کہ ابکی مرتبہ بلغاریہ کی شورش کو دہ نری اور مصداحت سے فرو کر کے کوئی ایسی مفید موثر تجویز اختیار کرینگے کہ اس قسم کی شورشوں کا پیشہ کے لئے نہ تہ ہو جائے بلخاریہ پہنچ کر آپ نے اعلان کیا کہ اعیان شہر جمع ہو کر اصلاحی مجلس میں شریک ہوں اپنی شکایات پیش کریں اور اصلاحی تجاویز و تدابیر میں معقول مشورہ دیں۔

بلغاریہ رعایا کی شکایات دو اہم امر پر مبنی تھیں یعنی
 ۱۔ اُن کے ملک میں کوئی ایسا ذریعہ نہیں جس سے اُن کو مختلف مقامات میں آنے جانے
 خبریں پہنچانے اور حاصل کرنے میں اپنے مال کو منتقل کرنے میں مدد ملے اس قسم کا کوئی
 سلسلہ ہونے سے زیادہ کالیف کا شکاروں اور زمینداروں کو ہیں کہ غلہ کو ادھر
 سے ادھر منتقل کرنے یا تجارتی لفظہ خیال سے نفع حاصل کرنے کے لئے دوسرے مقامات
 پر پہنچانے کا کوئی ذریعہ نہیں رکھتے۔

۲۔ ڈاکو اور سرکش و مہر و قباہل کا بلغاریہ میں کثرت سے پایا جانا جن کی وجہ سے رعایا
 کا کوئی شخص امن و آمان کی زندگی بسر نہیں کر سکتا اور ہر وقت جان و مال کے خطرہ میں
 مبتلا رہتا ہے۔

ان وجوہ سے بلغاریہ رعایا ترک من کر کے سرویہ کی طرف چلی گئی جہاں کی حالت
 وہاں سے بہتر تھی۔

اعیان و مشرفاء بلغاریہ جمع ہوئے، مدحت پاشا نے اُنکی شکایات کو سنا اور اُن کے
 مطالبات کو حق و صحیح تسلیم کر کے اصلاحی امور و تجاویز پر اُن سے مشورہ طلب کیا۔
 قبل اس کے کہ اصلاحی تدابیر اختیار کی جائیں مدحت پاشا نے اعیان شہر سے جو پیش

کی کہ وہ اپنے اتر کو کام میں لا کر سب سے پہلے لوگوں کو ترک وطن اور ہجرت سے روکیں
اس کے بعد وہ ان کے ساتھ ملکر رعایا کے مطالبات کو پورا کریں گے اور تمام شکایات رفع
کردی جائیں گی۔ ترک وطن کا سلسلہ رک جانے پر مدحت پاشا نے وعدہ کے موافق آمدورفت
کے راستوں کو درست کیا صوفیہ اور تیش کی سڑکوں کو بنایا اور جہاں جہاں پلوں کی تعمیر
ضروری تھی وہاں پل بنوائے اس کے بعد ڈاکوؤں اور تہذیب قبائل کا انتظام کیا۔

سرخدوں خصوصاً سروبیہ کے سرحدی مقامات پر سردیوں کی شرارت کو روکنے کے
لئے مسخ فوجی گارد مقرر کئے گئے مدارس کھولے شفاخانے بنائے غرض یہ کہ تمام شکایات کو
رفع کر کے رعایا کے قلوب میں مدحت پاشا نے گھر کر لیا۔ جو لوگ ترک وطن کر کے چلے گئے
تھے وہ سب واپس آگئے اور امن و امان سے پھر اپنے کاروبار میں مصروف ہو گئے۔

مدحت پاشا کا یہ وہ کارنامہ تھا کہ ترکی قوم اس پر قبضہ فخر کرے کم ہے بلغاریہ میں فساد و شورش
کی تحریک روس کی پیدا کی ہوئی تھی جو اس پر وہ میں ذاتی فائدہ اٹھانا چاہتا تھا مدحت
پاشا نے اس مہم کو نہایت خوبی سے انجام دیا اور روس کی شرارتوں کا خاتمہ کر کے
دولت عثمانیہ کو ایک عظیم خطرہ سے بچالیا۔

اعمال بلقان کی تنظیم

رشید پاشا نے حقیقی جانشینوں نواد پاشا اور عالی پاشا کے زمانہ عظمیٰ میں شہید دستور
نے بلغاریہ ایڈن اور سلطریہ میں جو اہم اصلاحی خدمات انجام دیں انہوں نے شہید دستور
کی عظمت کو ملک میں بہت بڑھا دیا بالائی بھی ان کی ان خدمات سے بہت خوش ہوا
اور ۱۸۶۲ء میں انکو اتنا یہ طلب کر کے صوبجات کے لئے جو قوانین ترتیب دئے جا رہے
تھے ان میں مشورہ لیا شہید دستور نے اپنے تجربات کی بنا پر نظام جدید کے مرتب
کرنے میں معقول مشورات دیئے اور جب وہ مرتب ہو کر پاس ہو گئے تو صدر اعظم نے صوبجات

سلسلہ، ایڈن اور نیش میں ان کے نفاذ کی اہم خدمت بھی آپ ہی کے سپرد کی صوبجات کے لئے جو جدید نظام تجویز ہوا تھا اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

صوبہ کو سات اضلاع میں تقسیم کیا گیا اور ہر ضلع میں متعدد تحصیلیں مقرر کی گئیں اور تحصیل میں قصبات قرار دئے گئے اس کے علاوہ ہر صوبہ میں ایک خاص کمیٹی بنائی گئی تاکہ وہ سرکاری محاصل مالگذاری کی نگرانی اور فرامی کرے۔

مدحت پاشا نے صوبجات سلسلہ ایڈن اور نیش میں نظام جدید کے مطابق صوبجات کو تقسیم کیا اور اس کا انتظام کرنے کے بعد سٹرکوں اور پلوں کو بنایا اور پھر ڈینیوب میں کشتیاں جاری کیں جن پر عثمانی علم لہرتا تھا۔ ڈاکوؤں اور چوروں کا استیصال کیا اور پولس کے کاموں کو اس طرح تقسیم کیا کہ تمام بدظمی اور خرابی رفع ہوگئی۔ اور ان تمام امور کا انتظام کر کے غریب کاشتکاروں کی امداد کے لئے ایک طنی انجمن بنائی۔

جدید نظام کی ترتیب میں یہ امر ملحوظ رکھا گیا تھا کہ باشندگان ملک ملک کے انتظامی معاملات میں گورنمنٹ کے ساتھ ملکر کام کریں اور محاصل مالگذاری وغیرہ مسائل کی جانچ و تحصیل میں حکومت کو اپنے مشورات اور اعمال سے مدد دیں تاکہ ملک میں کسی قسم کی بدظمی پیدا نہ ہو اور رعایا خوش حال رہے۔

چند روز میں اس انتظام سے ان صوبجات کی حالت جن پر مدحت پاشا کو مامور کر کے بھیجا گیا تھا درست ہوگئی اور آستانہ کے ارباب صل و عقد جو عجمینی سے مدحت پاشا کے طریقہ انتظام کو نتائج کا انتظار کر رہے تھے مدحت پاشا کی کامیابی پر حیرت زدہ رہ گئے بلکہ مابین ہاپوں اور بابت عالی نے مدحت پاشا کی کامیابی پر مسرت کے تار روانہ کئے اور پھر تمام گورنراں صوبجات کو آستانہ سے احکام بھیجے گئے کہ وہ بھی مدحت پاشا کی طرح تمام صوبجات میں جدید نظام اختیار کر کے صوبجات کی عجمینی اور بدظمی کو رفع کریں اور ڈینیوب میں مدحت پاشا جس طریقہ پر کام کر رہے ہیں اس کو پیش نظر رکھیں

ان احکام کے مطابق جب جدید نظام کے اصول پر تمام صوبجات دولت عثمانیہ کی حالت درست ہوگئی تو رعایا کی حالت جو پہلے انتظام سے خراب ہو رہی تھی پڑیک بدل گئی۔ تمام رعایا کے قلوب میں حکومت کی وفاداری کے جذبات پیدا ہو گئے اور مستقبل کی بہترین زندگی اور خوش آئند امیدوں نے ان کے چہروں کو مسرت سے چمکا دیا۔

جدید نظام کے نفاذ کے زمانہ میں شہید دستور کو جو تازہ تجربات ہوئے ان سے انہوں نے ان مشکلات اور پیچیدگیوں کا حل سوچ لیا جو بلقان میں آئے دن پیدا ہوتی رہتی تھیں شہید دستور نے ان مشکلات اور پیچیدگیوں پر گہری نظر ڈالی اور تحقیقات سے انہیں معلوم ہوا کہ ان پیچیدگیوں اور مشکلات کا باعث وہ طلبہ ہیں جو روس کے صوبجات اودیشہ، خرکوف اور کیف کی ایسٹرن سے تعلیم حاصل کر کے بلقان میں آتے تھے۔

یہ طلبہ مذکورہ بالا یونیورسٹیوں سے سلطانی قوم کی محبت کے جذبات لیکر آتے اور بلقان میں قومی مذہبی تعصب کو نشوونما دیتے تھے۔ بلقان کی آبادی میں سلطانی قوم کا ایک بڑا حصہ تھا اور اپنی قومیت میں وہ روس سے متحد تھا طلبہ کی یہ تحریک بلقان میں اکثر بے چینی پیدا کرتی اور اس کے نتائج دولت اور خود ان کے لئے خطرناک نکلتے تھے۔

ان طلبہ میں قومی تعصب پیدا کر کے دولت عثمانیہ کو مشکلات میں مبتلا کرنے کی خدمت یونیورسٹیوں کے پروفیسر اور معلم انجام دیتے تھے اور اس سے غرض یہ تھی کہ سلطانی قوم جو دولت عثمانیہ کے مقبوضات میں آباد ہے آزاد ہو کر روسی حکومت کے اثر میں آجائے۔

شہید دستور نے اس مسئلہ پر گہری نظر ڈالی اور آفرغور و تامل کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ بلقان میں رعایا کے بچوں کی تعلیم کے لئے مدارس اور کالج قائم کئے جائیں تاکہ وہ اپنے بچوں کو ملک سے باہر بھیجنے کی ضرورت سے مستثنیٰ ہو جائے۔ اور ساتھ ہی مختلف قوموں کے بچوں اور نوجوانوں کے کجا تعلیم پانے سے وطنی محبت کے جذبات کو نشوونما اور خیالات کی اصلاح ہو۔ شہید دستور نے اس کے متعلق باعالی کی خدمت میں اپنی تجاویز پیش کیں اور مدارس و

اور کابجوں کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے اپنی اسکیم میں ظاہر کیا کہ مدارس اور کالجوں کے مصارف کا انتظام یہ کیا جائے کہ نصف مصارف صوبجات کے مزید حاصل سے حاصل کے بجائیں اور نصف کے مختلف طریقوں پر باشندگان ملک ذمہ دار ہوں۔

یہ اسکیم جب بابعالی کی خدمت میں پہنچی اور روسی سفیر کو اس کا علم ہوا تو اس کے حواس جاتے رہے اور جو کوشش روس سلائی قوم میں بناوٹ کے خیالات پیدا کرنے کے لئے کر رہا تھا اُن کو تباہ و برباد جانے کے خیال نے اُس پر بڑا اثر ڈالا اُس نے اپنی پوری قوت سے نہ صرف اسکیم کی مخالفت کی بلکہ مدحت پاشا کو دولت عثمانیہ کا بدخواہ ثابت کرنے کے لئے سلطان عبدالعزیز سے کہا کہ ”مدحت پاشا نے صوبجات میں جو انتظام کیا ہے وہ خلافتِ عظمیٰ کی سیادت کو بالکل منافی ہے اور ایک دن اُس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ دولت عثمانیہ ٹکریے ٹکریے ہو جائیگی اور اُس کا ہر صوبہ آزاد ہو جائیگا“

بظاہر سلطان نے سفیر روس کی شکایت پر کان نہ دہرا لیکن چند روز بعد ایک ایسا واقعہ پیش آگیا کہ سفیر روس کو سلطان کے بدگمان کر دینے کا موقع مل گیا۔ مدارس اور کالجوں کے قیام کی اسکیم بھیجدینے کے کچھ عرصہ بعد مدحت پاشا نے ایک اعلان سرکاری پرچہ میں شائع کیا جس میں انہوں نے صوبجات کی رعایا سے خواہش کی تھی کہ وہ صوبہ کی کونسل میں اپنے قائم مقاموں کو مقرر کر کے بھیجے تاکہ صوبجات کے انتظامی امور میں اُن سے مشورہ لیا جاسکے مدحت پاشا نے اُن قائم مقاموں کے لئے ”نواب کا اعزازی لقب تجویز کیا تھا۔“

ادھر یہ اعلان شائع ہوا اور ادھر سفیر روس نے سلطان عبدالعزیز سے ملکر بیان کیا کہ مدحت پاشا کی نسبت جو خیالات میں اب سے پہلے ظاہر کر چکا ہوں اُن کی تائید اس اعلان سے ہوتی ہے۔ اعلان کے الفاظ ثابت کرتے ہیں کہ مدحت پاشا بتدریج صوبجات کو خود مختار بنا دینے کی کوشش کر رہا ہے اور اس خصوص میں یہ اُس کا پہلا قدم ہے۔

سلطان عبدالعزیز سفیر روس کے فریب میں آ گئے اور مدحت پاشا کو حکم دیا کہ وہ اس قسم کی کوئی کوئی مجلس یا مجلس خہنہائیں کہ اس میں مصارف زیادہ ہونگے سلطان نے اپنے حکم میں اسکی کوئی دقت نہیں کیا۔ ہمیں کی صورت مان لینے کے طور پر مصارف کی زیادتی کے عذر کو پیش کر دیا۔

مدحت پاشا کی تمام سرکشیاں تباہ و برباد ہو گئیں اور ان کی اصلاحی خدمات کا جو مفید نتیجہ نکلنے والا تھا وہ ایک خطرہ سے بدل گیا روسی سفیر اور اس کے ہمنوا لوگوں کی اغراض پوری ہو گئیں اور اب ان کو موقع مل گیا کہ وہ بلقان میں چینی پیدا کرنے کے لئے ڈاکوؤں اور متعصب مسیحی قبائل سے کام لیں۔

مدحت پاشا کو اس خطرناک کارروائی کا اس وقت احساس ہوا جبکہ ڈاکوؤں اور متعصب مسیحی قبائل کے لوگوں نے مسلمانوں اور ان کے بچوں کو قتل کرنا شروع کیا جب مسلمانوں نے مسیحیوں کو پتے قتل پر آمادہ پایا۔ تو وہ بھی مقابلہ کے لئے کھڑے ہو گئے۔ لیکن کوئی ٹخنہ زہری بھی وقوع میں نہیں آئی تھی کہ مدحت پاشا شورش کو فرو کرنے اور امن و امان قائم کرنے کی تدابیر میں مصروف ہوئے اور سب سے پہلے انہوں نے ان مفسد مسیحیوں اور ان کے سرغنماؤں کو گرفتار کیا جو بانی شرف و فساد تھے۔ مفسدین کے سرگروہ اشخاص کے بیان سے مدحت پاشا کو معلوم ہوا کہ وہ بخار سٹ اور کنشیف کی جمعیت سلاو کی طرف سے یہاں آئے تھے۔ مدحت پاشا نے ان کے معاملہ کو مقامی کونسل میں پیش کیا اور اس کے فیصلہ کے مطابق سرغنماؤں کو سزائے موت اور ان کے ساتھیوں کو مختلف قسم کی دوسری سزائیں دی گئیں اور فساد رفع ہو گیا۔

مدحت پاشا نے اس ہنگامہ قتل خونریزی کو رفع کرنے اور فساد کو رفع کرنے میں قابلیت سے کام کیا۔ اسکی واویلا اور پاپ کے مدعیان تہذیب و تمدن کی طرف سے یہی کہ ان کے مقابلہ وقت احکام کو بربریت اور لامہمیت سے تعبیر کیا گیا۔ اور دولت عثمانیہ سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ

مدحت پاشا کے احکام پر نظر ثانی کرے۔ اس سلسلہ میں یورپ کے مسیحی اخبارات نے مدحت پاشا پر طرح طرح کے الزامات بھی لگائے لیکن شہید دستور نے اُنکی پروا نہ کی اور جو الزامات لگائے گئے تھے ان سے اپنے کو پاک و صاف ثابت کر دیا۔

شاہراہ یورپ کی چالین بیکارگیں اور ملک میں پھر امن و امان ہو گیا لیکن مدعیانہ تہذیب تمدن اپنی تدبیروں سے خاموشی مڈ رہے اور اس واقعہ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد مدحت پاشا کو ایک جاسوس سے پتہ چلا کہ علا ترز نام مقام ہے کچھ مفسد لغز اور جہاز ہیں تاکہ وہاں مادہ فساد کو تیار کریں اور جدید مشکلات میں دولت عثمانیہ کو مبتلا کر دیں مدحت پاشا نے ان لوگوں کو رو سچت کے قریب ہی آسٹری جہاز پر جو ان کو بلغراد کی طرف لئے جہاز باندھا گرفتار کر لیا۔ اور ان کے فوٹو آسٹری تو تفصل کے پاس بھیج کر ان کی تلاشی اور تحقیقات کی اجازت طلب کی۔

ایک عثمانی افسر نے آسٹری تو تفصل کے سامنے جب اُنکی تلافی شروع کی تو ان میں سے ایک مفسد نے اُسکو گولی کا نشانہ بنا دیا اور جہاز کے اندر فساد مچ گیا۔ عثمانی سپاہ اور افسروں نے بھی گولیوں اور دوسرے ہتھیاروں سے جواب دیا اور باہم دونوں ہتت و گریباں ہو گئے جب یہ مفسد زخمی ہو کر گر پڑے تو ان کو جہاز سے اتار لیا گیا اس واقعہ سے یورپ میں ایک شور برپا ہو گیا۔ روسی سفیر نے صدر نے احتجاج بلند کی اور مدحت پاشا کے عزل کا مطالبہ کیا لیکن سلطان عبدالعزیز نے مطالبہ کو رد کر دیا اور روسی سفیر کی کوششیں تباہ و برباد ہو گئیں۔

جب روسی سفیر ورا سکے مہنوا مدحت پاشا کو نقصان پہنچانے اور اُس کے عزل کی تدبیروں میں ناکامیاب رہے تو انہوں نے خفیہ طور پر اُن کو قتل کر دینے کی تدبیریں اختیار کر لی جنہیں روسیوں نے اُن پر ایک دفعہ گولی چلائی گئی جو خطا کر گئی۔ ایک بار ایک سرسوی شخص نے اُن پر حملہ کیا لیکن وہ گرفتار کر لیا گیا۔ اور جب اُس سے دریافت کیا گیا کہ تو نے یہ جرات

کیوں کی تو اس نے تباہی کو دو مغز سروپوں نے اس کو اس پر آمادہ کیا تھا ان تینوں شخصوں کو بدعت پاشا نے معقول سزا دی۔

ان واقعات کے کچھ دنوں بعد یعنی ۱۸۶۶ء میں آپ کو ایک جدید مجلس کی ریاست (صدر) کے عہدے پر آستانہ میں قائم کی گئی تھی طلب کیا گیا۔ لیکن بعض معاملات میں ان کے اور عالی پاشا صدر اعظم کے درمیان اختلاف رونما ہو جانے سے آپ عہدہ صدارت سے معزول کر دیئے گئے۔ اور ۱۸۶۹ء میں آپ کو بغداد کا گورنر بنا کر بغداد بھیجا گیا۔

صوبہ بغداد میں اصلاحات

بدعت پاشا نے بغداد پہنچ کر وہاں بہت سی مشکلات پائیں لیکن مشکلات و لاوائت طونہ (ڈینیوب) کے حالات سے بالکل مختلف تھیں۔ یہاں بعض فوجی خرابیاں سدرہ ابنی ہوئی تھیں اور یہ ایک سخت مشکل تھی جس سے شہید دستور کو دو چار ہونا پڑا۔ کیونکہ ولایت بغداد کے محکوم عرب قبائل فوجی احکامات کی تعمیل میں تساہل سے کام لیتے تھے اور اس وقت یہ حالت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ انہوں نے حکومت سے سرتابی شروع کر دی تھی حتیٰ کہ ان کے مطیع و منقاد بنانے میں حکومت عاجز ہو گئی تھی کیونکہ بغداد میں گورنر اور کمانڈر انچیف علیحدہ علیحدہ تھے۔ ایسی حالت میں عرب قبائل کو مطیع کرنا سخت دشوار تھا اگر ان کو مطیع و فرمانبردار بنانے کی کوئی تدبیر تھی تو صرف یہی تھی کہ فوجی و انتظامی طاقت ایک ہی شخص کے ہاتھ میں دیدیا جائے۔ چنانچہ شہید دستور نے یہ دونوں اختیار اپنے لیے تجویز کرائیے۔ اور پھر شوریدہ سردمترد لوگوں کو فوجی طاقت سے مطیع کرنے کی تیاری کی۔ چنانچہ باب عالی نے شہید دستور کو گورنر بغداد کے ساتھ فیلڈ مارشل بھی مقرر کیا۔ جس کے بعد نہایت احتیاط کے ساتھ کارروائی کی گئی اور سرکش قبائل بہت جلد

مطیع ہو گئے۔

سابق گورنران بعد از عرب قبائل سے ٹیکسوں کے وصول کرنے میں سختی کا برتاؤ کرتے تھے لیکن مدحت پاشا نے ان سختیوں کو محدود کر دیا۔ اور صرف فوجی نمائش کے ساتھ ٹیکسوں کے وصول کرنے میں کامیابی حاصل کی اور وہ فکر میں لگے رہے کہ ان قلیل سختیوں کو بھی جو ٹیکسوں کے وصول کرنے میں عربوں کو پریشان کرتی ہیں دور کیا جائے۔ تاکہ اعراب میں عمروی کی کوئی جدید صورت پیدا نہ ہو۔

مدحت پاشا نے عربوں کو اطاعت و فرمانبرداری پر قائم رکھنے کے لیے دوسرا مناسب طریقہ اختیار کیا اور وہ ”قانون آراضیات میں خاص تبدیلی“ تھی۔ کیونکہ اُس وقت کاشتکار ترکی گورنمنٹ کو آراضیات کا لگان پیداوار کا پتہ دیا کرتے تھے جو ایک گونہ عرب کاشتکاروں کو گراں معلوم ہوتا تھا۔ مدحت پاشا نے آراضیات کا ایک بڑا حصہ آسان شرائط پر عربی کاشتکاروں کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ تھوڑی سی مدت گزرنے کے بعد اس مناسب تدبیر کو کامیاب دیکھا جس سے حکومت عثمانی کا اثر بہت کچھ زیادہ ہو گیا۔ اور عربوں کی سرکشی کا نام و نشان باقی نہیں رہا۔ اور غلہ و غیرہ کی افراط بھی ختم رہی جس کے سبب حکومت کے دوسرے کاموں میں خوب زیادتی ہوئی۔ انہی ترقیوں کا نتیجہ تھا کہ دجلہ و فرات میں اچھی طرح کشتیاں چلنے لگیں اور چیزوں کی آمد و رفت ساحلی مقامات پر جاری ہو گئی۔

ان مواقع پر کشتیوں کا انتظام انگریزی کمپنی کے ہاتھ میں تھا جو بعد از دوسرے کے درمیان اپنا کاروبار کرتی تھیں۔ مدحت پاشا نے ایک عثمانی کمپنی قائم کی اور پرانی کشتیوں میں خاص ترسیم کی، مسقط، عدن، بندر عباس

اور بوشہر میں اُن کے لیے کوند کے گودام قائم کر دیے۔ یہ پہلی عثمانی کشتیاں تھیں جو سوئز کینال سے گزر کر آستانہ (قسطنطنیہ) پہنچیں۔ جب مدحت پاشا نے اس عثمانی کمپنی کو مفید پایا تو اس کو اور زیادہ وسیع کر کے فرات و دجلہ کو شمالی ساحلوں پر دوڑتک جہازوں کو سفر کرنے کا موقع بہم پہنچایا اور اُن تمام آراضیات قابلِ زراعت کو درست کرایا جن کو طغیانی سے نقصان پہنچ جا تھا۔ اسکے بعد ان آراضیات میں عمدہ کاشت ہونے لگی۔ اس طرح زمانہ حدت پاشا میں عراق عرب نے وہ بجالی حاصل کر لی جو کبھی دولت عباسیہ کے دور میں اُسے میسر تھی۔

مدحت پاشا نے بغداد و کاظمیہ کے درمیان ٹرمیوے جاری کی جس کا فصل ۷ کیلو میٹر (تقریباً ۴ ۱/۲ میل) ہے اور کپڑا بننے کے کارخانے، ہرٹبے قصبہ میں مدارس، عوام کے لیے سرکاری شفا خانے اور بنک قائم کیے۔ ایک مطبع بھی جس میں ایک سرکاری اخبار بنام ”الزوراء“ چھپتا تھا جاری کیا۔ عراق کے بڑے بڑے شہروں میں میونسپلٹیاں قائم کیں اور اپنے زمانہ گوزری میں پٹرول کی کانیں دریافت کیں جن سے دولت عثمانیہ کو خاص نفع حاصل ہوا۔ غرض عراق عرب نے مدحت پاشا کی کوششوں سے عظیم الشان ترقی حاصل کی۔ ۱۸۷۱ء میں شاہ ایران بغرض زيارت نجف اشرف و کربلائے معلیٰ تشریف لائے تو مدحت پاشا نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر اُن چند معاملات کو طے کرنے کی کوشش کی جو ایران و ترکی کے درمیان تنازعہ فیہ تھے۔ منجہ اُن کے ایک مسئلہ کردوں کا تھا جو ترکی کے باشندوں کو راستوں پر گزرتے وقت پریشان کیا کرتے تھے۔ چنانچہ دولت عثمانیہ و ایران اس بات پر متفق ہو گئے کہ دونوں سلطنتوں کی حدود پر اُس طرز کی فوجی چوکیاں بنا دی جائیں جیسی کہ سویڈ کے

حدود پر پہلے بنائی گئی تھیں۔

مدحت پاشا کو معلوم ہوا کہ نجد کے شیعہ مقامات مقدسہ میں جو اہرات اور مختلف تحائف ہندوستانی اور ایرانی زائرین کے دیے ہوئے موجود ہیں جھگے جمع رہنے سے کوئی خاص فائدہ نہیں ہے۔ پس شہید دستور نے کوشش کی کہ یہ تمام سامان جس کی قیمت تیرہ لاکھ اسٹرنی ہوتی ہے۔ ایران سے بغداد تک پورے لائن تیار کرنے اور مدارس و شفاخانے وغیرہ بنانے پر خرچ کر دیے جائیں لیکن افسوس ہے کہ علمائے ایران نے اس کو پسند نہیں کیا اور یہ تجویز عملی جامہ نہ پہن سکی مصلحہ کلام یہ ہے کہ مدحت پاشا نے عراق میں عیسائیوں کی اقتصادی، علمی، اخلاقی اور سیاسی حالت کے درست کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔ یہی نہیں بلکہ شہید دستور (رحمہ اللہ) نے عراق عرب کی متصل آبادی سے بھی بہترین سلوک کیا۔ اس سلسلہ میں یہ واقعہ قابل ذکر ہے کہ مدحت پاشا نے کوئٹ کے مشائخ کو آمادہ کیا کہ وہ دولت عثمانیہ کی سرپرستی قبول کر لیں چنانچہ انہوں نے باوجود کہ وہ سابقہ گورنر تھے پاشا سے انکار کر چکے تھے دولت عثمانیہ کی سرپرستی تسلیم کر لی کوئٹ بصرہ سے تقریباً ۱۰ میل جنوب میں واقع ہے۔ یہ ایک اچھا تجارتی بندگاہ ہے جس پر اہل صباح حکمران تھے۔ یہ لوگ درحقیقت نجدی تھے اور انہیں اپنے اختیارات میں کسی دوسرے کی مداخلت پسند نہ تھی۔ ان لوگوں نے اپنی پجری تجارت کا سلسلہ ہندوستان و ایران اور افریقہ وغیرہ سے قائم کر لیا تھا اور یہ لوگ اپنی کشتیوں پر ایک خاص جھنڈا نصب کرتے اور مخصوص ضرورتوں کے وقت ہالینڈی یا انگریزی جھنڈا بھی استعمال کر لیتے تھے۔ مدحت پاشا نے فیوض کوئٹ سے مختلف طور پر گفتگو کی اور بالآخر انہیں اس امر پر آمادہ کر لیا کہ وہ عثمانی جھنڈا استعمال کریں۔ اور یہ بھی طے ہو گیا کہ ان کا ملک آزاد ہو گا اور ان کے

تمام ملکی حالات مستقل طور پر قائم رہیں گے۔ پس اُس وقت سے کوئٹہ صوبہ بغداد کا ایک ضلع بن گیا۔ اسی طرح بحرین و نجد وغیرہ سے معاملہ طے ہو گیا جو اُن کی علوہیتی اور دولت عثمانیہ سے سچی ہمدردی و بی خواہی کی بین دلیل ہے۔ عراقِ عرب کی درآمد اور اُن عثمانی کشتیوں میں جو ان سمندروں میں چلتی تھیں بہت کچھ اضافہ ہو گیا تاہم سوئز کے افتتاح سے پہلے دولت عثمانیہ کے اسی جگہ پر پھرنے و جنگی جہاز تھے جو بے پروائی کے باعث خراب خستہ ہو گئے تھے۔ پاشاے موصوف نے ان کو بلجی میں درست کرایا اور سات جہاز اور اٹھائیس کیے۔ بصرہ کی گودی کو وسیع کرایا۔

مدحت پاشا کی ان خدمات جلیلہ کا باب عالی نے بہت کچھ اعتراف کیا اور عالی پاشا نے ۱۸۶۱ء میں بذریعہ خط خوشنودی کا اظہار کیا اور سلطان اعظم نے ایک مصحح ملواریس پر لفظ "نجل" منقوش حکام رحمت فرمائی۔

مدحت پاشا نے دولت عثمانیہ کی جو کچھ خدمات انجام دیں۔ اور اُن صوبوں میں کہ جہاں وہ گورنر مقرر ہو گئے اور اصلاحات عمل میں لائے اُن میں نوادہ پاشا اور عالی پاشا (صدر اعظم) سے بہت کچھ مدد ملتی رہتی تھی لیکن افسوس ہے کہ ان دونوں بزرگوں نے اسی دوران میں تین ماہ کے اندر وفات پائی جس سے آستانہ (قسطنطنیہ) کے حالات میں ایک تغیر عظیم پیدا ہو گیا۔ سلطان عبدالعزیز اپنی سیاحت یورپ سے واپس آئے لیکن اُن کے دل وماغ پر یورپ کی جمہوریت و دستوریت نے کچھ بھی اثر نہ کیا وہ وہی کرتے تھے جو اُن کے ذہن میں آتا تھا۔ دوسری طرف انہوں نے غیر ضروری مصارف بڑھائے، باسفورس کے کنارے محلات شاہی تعمیر کرائے باوجودیکہ خزانہ شاہی اس قسم کے فضول اخراجات کی اجازت نہ دیتا تھا اور صدر اعظم نامتی پاشا سلطان کو خوش رکھنے کے لئے موافقت کر لیتے تھے۔ غرض معاملہ

کی نوعیت میں تبدیلی شروع ہوئی۔ مالی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے صوبجات کی طرف نگاہیں اٹھنے لگیں اور خواہش کی گئی کہ صوبوں سے روپیہ فراہم کیا جائے۔ مدحت پاشا نے ان بجا مشکلات کا اندازہ کر کے اپنے عہدہ گورنری سے استعفا دیدیا اور مسطنطنیہ واپس چلے آئے۔

یہاں آکر انہیں معلوم ہوا کہ ان کے لیے سلطانی احکامات ایڈریا نوپل کی گورنری متبول کرنے کے متعلق صادر ہو چکے ہیں لیکن انہوں نے وہاں جانے سے انکار کر دیا۔ اس پر سلطان اعظم نے انہیں طلب فرما کر اجازت عطا کی کہ وہ ان معاملات پر کچھ روشنی ڈالیں۔ چنانچہ مدحت پاشا نے موجودہ طریقہ حکومت پر عہدگی کے ساتھ ایک ایسا تبصرہ کیا جیسا کہ ان کا ضمیر چاہتا تھا۔ اور سلطان کو ان تمام خطرات سے آگاہ کیا جن میں دولت عثمانیہ گھری ہوئی تھی۔ مدحت پاشا کی صداقت و ہمدردی سے بجز ترقی پر نے سلطان کے قلب پر اچھا اثر کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ندیم پاشا صدارت عظمیٰ سے معزول کیے گئے اور مدحت پاشا کو وزارت عظمیٰ کا عہدہ عطا کیا گیا جو اپنی قابلیت کی وجہ سے اس کے مستحق تھے۔ (یہ واقعات ۱۸۳۷ء میں پیش آئے)

مدحت پاشا کو رفقا، وزارت بھی نہایت اچھے ملے یعنی رشدی پاشا شروانی جمیل پاشا اور صادق پاشا۔ سب سے پہلے انہوں نے دولت عثمانیہ کے مالیات کو درست کرنا شروع کیا۔ گو یہ معاملہ سابقہ وزراء کی بے انتظامیوں کے باعث نہایت خراب حالت میں تھا پھر بھی ان اصحاب نے انتہائی جدوجہد سے درست کیا۔ خزانہ عثمانی میں چند تغلب بھی برآمد ہوئے جن کی مجموعی تعداد ایک لاکھ پونڈ تک پہنچی تھی جن کا مصرف کاغذات مالی میں ورج نہ تھا۔ بالآخر یہ ثابت ہوا کہ وہ روپیہ ندیم پاشا نے خریدا کر دیا

سرکاری طور پر محکمہ مال نے اُس روپیہ کا جب ندیم پاشا سے مطالبہ کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ روپیہ ضرور لیا گیا تھا مگر لینے کی غرض صرف یہ تھی کہ اُس کو قصر سلطانی میں دے دیا جائے۔ ندیم پاشا نے سلطان کی والدہ ماجدہ اور مابین ہمایونی (سلطان اور وزراء کے درمیانی بیٹیاں) وغیرہ کی مدد سے مدحت پاشا کے خلاف کوششیں کیں یہاں تک کہ سلطان مدحت پاشا سے بدظن ہو گئے اور انہیں اور نہ بعد ازاں برون بھیج دیا۔ اور اب پھر صدارت عظمیٰ کے عہدہ پر ندیم پاشا فائز ہوئے۔ ان واقعات نے قسطنطنیہ میں دو گروہ پیدا کر دیے۔ ایک مدحت پاشا کا طرفدار تھا جن میں ترکی کے آزاد خیال احرار، علمائے کرام، قسطنطنیہ اور ترکی صوبوں کے سمجھ دار نوجوان شامل تھے۔ اور دوسرا گروہ ندیم پاشا اور والدہ سلطانہ کا تھا جن کے مددگار مابین ہمایونی کے لوگ تھے۔ اس جماعت کا سب سے بڑا حامی الکتوف روسی سفیر متعینہ قسطنطنیہ تھا کیونکہ مابین ہمایونی کے لوگ اُس کے اثر میں تھے۔ مدحت پاشا کو ایڈریانوپل وغیرہ میں بھیجنے کی وجہ سے صرف یہ تھی کہ انہوں نے سابق وزیر اعظم ندیم پاشا کے کاموں کی جابجائی پر تال کی جنہوں نے خزانہ شاہی کو بہت کچھ نقصانات پہنچائے تھے۔ منجملہ اُنکے ایک یہ تھا کہ ریلوے لائن بنانے کے حقوق بیرن ہرش کو دیدیے گئے تھے بسکو مدحت پاشا نے منسوخ کر دیا تھا۔

سلطان عبدالعزیز کی معزولی

مدحت پاشا چند ماہ تک قسطنطنیہ سے باہر رہے اور یہ زمانہ انہوں نے سالونیکا میں گزارا اس کے بعد قسطنطنیہ واپس آئے تو وزیر عدل اور مجلس شوریٰ کے صدر بنا دیے گئے مگر وہ جلد سے جلد ان عہدوں سے مستعفی ہونے پر مجبور ہوئے کیونکہ

دیکھو وزراء ایسی پالیسی اختیار کیے ہوئے تھے جو دولت عثمانیہ کو تباہی کی طرف
 لیے جارہی تھی۔ انہی ایام (یعنی شوال ۱۲۹۱ھ مطابق ۱۸۷۴ء) میں مدحت پاشا
 نے سلطان کے سکرٹری کو ایک خط بھی لکھا جس میں ان تمام حالات کا تذکرہ تھا
 اس کے بعد شہید دستور نے تمام کاموں سے علیحدگی اختیار کر کے آستانہ کے ایک
 قریبی مکان میں قیام کیا اور دولت عثمانیہ کے حالات کے تغیر و تبدل کو دیکھتے رہے۔
 مگر امنوس ہے کہ اس دوران میں سوائے مشکلات اور پریشانیوں کے دولت
 عثمانیہ کو اور کچھ نصیب نہ ہوا۔ وزارت بار بار تبدیل ہوتی تھی۔ اور کام نہ چلتا تھا
 یہ تبدل وزارت رشدی پاشا، شروانی رشدی پاشا اور اسعد پاشا میں جاری رہا
 مگر یہ لوگ اصلاح و درستی سلطنت پر قادر نہ ہو سکے اور نہ ان سے وزارت عظمیٰ
 کی مشکلات برداشت ہو سکیں۔ مگر محمود ندم پاشا نے وزارت عظمیٰ اور وزارت
 مالیہ دونوں کی مشکلات کو اس طرح برداشت کیا جس کی نظیر کا ملنا مشکل ہے
 دولت عثمانیہ کو افلاس گھیرے ہوئے تھا۔ باوجودیکہ قومی قرضہ لیے ہوئے
 صرف ۲۰ سال گزرے تھے۔ ان اسباب سے دولت عثمانیہ کے حقیقی محب
 اور بھی خواہوں کو بڑا خطرہ تھا کہ دوسری سلطنتیں ان کمزوریوں سے خود فائدہ
 حاصل نہ کرنے لگیں۔ بعض نے اکثر مواقع پر ان کمزوریوں کا تذکرہ کرنا شروع
 کر دیا تھا لیکن مخصوص اشخاص نے مصلحت اندیشی اور عاقبت بینی کے لحاظ
 سے اس قسم کے تذکرات کو ختم کر دیا۔ اسعد پاشا وزیر اعظم کے زمانہ میں حدود
 مانٹی نگرو پر کچھ جھگڑا ہو گیا اور وہ عدم توجہی کی وجہ سے ایک عام بلوہ کی حد
 تک پہنچ گیا۔ اسعد پاشا کو ایک نیک طبیعت بزرگ تھے مگر ان کی آراء کمزور
 ہوتی تھیں۔ مانٹی نگرو کو دولت عثمانیہ کی کمزوری معلوم ہو چکی تھی اس لیے اس کی
 بنادت کے سطلے اور زیادہ بلند ہو گئے جن میں روس و آسٹریا کی امداد

باغیوں کے ساتھ تھی۔ اسعد پاشا مستعفی ہو گئے اور ان کی بجائے قلدان وزارتِ ندیم پاشا کے ہاتھ ۱۸۷۷ء میں آیا۔ وہ بھی اس خونریزی و بغاوت کو نہ روک سکے اور بغاوت حدودِ بلغاریہ تک پھیل گئی۔ یہ دیکھ کر پرنس میلان والی سردیہ نے بھی بھی عمل اختیار کیا۔ اس نازک موقع کو آستانہ میں نہایت پاس و حسرت کے ساتھ دیکھا جا رہا تھا۔ بالآخر ۱۸۷۸ء میں بلغاریہ، مائٹی ٹگرو اور ہرزیگوینا بلوہ کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور سردیہ نے فرانسیسی افسران کی ماتحتی میں جنگ کا ارادہ کر لیا۔ اور رومانیہ نے بھی اس کے اقتدار کی ہمت کر ڈالی۔

ایک طرف یہ داخلی مشکلات تھیں جو ندیم پاشا وزیر اعظم ٹرکی کو پریشان کر رہی تھیں۔ دوسری طرف دو لہ یورپ اپنے چھوڑے ہوئے کتوں کی نراز دستیوں کی حمایت میں صدائے احتجاج بلند کر رہی تھیں۔ ان دونوں اہم خطرات نے دولتِ عثمانیہ کو جس قدر مشکلات میں مبتلا نہ کر دیا ہو وہ کم تھا۔

دولتِ عثمانیہ پر جبکہ مصائب و آلام کی تاریکی ہر چہاں جانب چھائی ہوئی تھی ایسی حالت میں اگر کہیں امید کے نور کی جھلک ہو یا ہوتی تھی تو وہ حید پاشا شہید دستور کا گھر تھا۔ جہاں آزاد خیال حریت پسند عقلاے ٹرکی کا اجتماع خاص رہتا تھا۔ مدحت پاشا دولتِ عثمانیہ کی مشکلات کو نہایت حُزنِ ملال کے ساتھ دیکھ رہے تھے اور متفکر تھے کہ کسی تدبیر سے کوئی راستہ دولتِ عثمانیہ کو ان مصائب سے نجات دلانے کے لیے نکالا جائے۔ چونکہ ٹرکی کے اربابِ حل و عقد کو برٹش سلطنت سے بوجہ اُس کے بظاہر بے طمع ہونے کے خلوص تھا۔ پس مدحت پاشا نے انگریزی سفیر متعینہ ٹرکی سے ملاقات کی اور حالاتِ جاضرہ پر مفصل گفتگو کرتے ہوئے دولتِ عثمانیہ کو جمہوری قرار دیے جانے پر

ان کی رائے طلب کی اور امید ظاہر کی کہ برٹش حکومت (جو تمام دستوری حکومتوں کی ماں ہے) کی پیروی کرنے میں دولت عثمانیہ کو ابتدائی مشکلات جو کچھ پیش آئیں گی ان میں اُس کو مدد کرنی چاہیے۔ برطانوی سفیر نے مدحت پاشا کو پوجہ چند ایک مہم جواب دیا۔ لیکن وہ جواب اُس زمانہ کے سیاسی لیڈران کی عام پالیسی کے مطابق امید افزا اور فراخ دلی پر مبنی تھا۔ مدحت پاشا ان مہنستان پیر میں مشغول تھے ہی کہ چند مذہبی علمائے پرنس یوسف عزالدین کو آمادہ کیا کہ وہ اپنے والد سلطان عبدالعزیز کو بتلائیں کہ عثمانی قوم محمود ندیم پاشا صدر اعظم اور حسن فتحی آفندی شیخ الاسلام کی معزولی کا مطالبہ کرتی ہے۔ چنانچہ وہ سلطان اعظم کے پاس گئے اور اُس مطالبہ کا اظہار کیا جسے سلطان اعظم نے قبول فرما کر دونوں کو معزول کر دیا اور صدارت عظمیٰ کا عہدہ محمد رشیدی پاشا کے سپرد کر دیا اور حسن خیر اللہ آفندی کو شیخ الاسلام معزول کر دیا۔

محمد رشیدی پاشا ایک بوڑھے شخص تھے جن کی کبر سنی کی وجہ سے امور سلطنت میں خرابیاں پڑ جانے سے اُن کی وزارت تہود و اناقتار کی نظر سے دیکھی جاتی تھی جس سے عثمانی قوم نے اندازہ کیا کہ جو وہ مشکلات صرف مدحت پاشا ہی کے ناخن تدبیر سے رفع ہو سکتی ہیں اور قریب ہے کہ مدحت پاشا کو عہدہ وزارت مل جائے۔ لیکن یہ خیال صحیح نہ نکلا کیونکہ سلطان نے امور سلطنت کے انتظام میں ایسے لوگوں کی جماعت کو شامل کرنا شروع کر دیا جو قدیم خیالات کے تھے۔ اور عثمانی عوام کا یہ حال تھا کہ وہ دستوری حکومت کا مطالبہ کرتے تو یقین رکھتے تھے کہ قرآن شریف حکم کرتا ہے کہ مشورہ سے کام لیا جائے۔ اور جو شخص اس کے خلاف کرے اُس کی اطاعت واجب نہیں ہے ان وجوہ سے سلطان عبدالعزیز کی نوعیت خطرہ میں تھی۔ بالآخر وہ معزول کر دیے گئے۔

سلطان عبدالعزیز کس طرح معزول کیے گئے

سلطان عبدالعزیز کے معزول کیے جانے میں جن اشخاص نے اہم کوششیں کیں ان میں سب سے زیادہ حصہ عونی پاشا وزیر جنگ نے لیا۔ یہ ایک بہادر دلیر اور مستقل ارادہ رکھنے والے بزرگ تھے۔ گو ان کے مزاج میں سختی تھی۔ مگر دولت عثمانیہ سے انتہائی خلوص و محبت رکھتے تھے۔ عونی پاشا کا ابتداً مختلف فوجی عہدوں پر تقرر ہوتا رہا۔ ان کی حریت و آزادی کی وجہ سے سلطان عبدالعزیز نے انہیں گزشتہ ایام میں آستانہ (قسطنطنیہ) سے جڈا کر دیا تھا۔ اور اب وہ وزیر جنگ تھے محمود ندیم پاشا وزیر اعظم کی وزارت سے جو تقاضا پیدا ہوتے وہ انہیں بھی گواہ ہوتے تھے۔ چنانچہ یہ بھی مدحت پاشا کی جماعت میں شامل ہو گئے۔ گو وہ جمہوری و دستوری حکومت کے فوائد کو اس قدر اہم نہیں سمجھتے تھے جیسا کہ مدحت پاشا مگر چونکہ ان کو اپنے دوست مدحت پاشا کی رائے کی عمدگی و بختگی پر پورا اعتماد تھا۔ پس سلطان عبدالعزیز کے معزول کرنے اور دستوری حکومت قائم کرنے کے لیے تبادلہ خیالات شروع ہوا اور طے ہو گیا کہ سلطان مذکور کو شیخ الاسلام حسن خیر اللہ آندی سے فتوے لیکر معزول کیا جائے۔ چنانچہ شیخ الاسلام مذکور نے حسب ذیل فتوے صادر فرمایا۔

سوال

جبکہ ایک شخص جو امیر المؤمنین ہو اور وہ سیاسی غلطیاں کرتا ہو، اپنی نفسانی خواہشات کے لیے ملکی خزانہ کو اس قدر صرف کرتا ہو کہ ملک و ملت کو اُس کے مصارف برداشت کرنے کی طاقت نہ رہی ہو، اُس کی وجہ سے ملکی و قومی معاملات میں مشکلات پیش آگئی ہوں، اُس کے امیر المؤمنین ہونے سے ملک و قوم کا حال

خراب ہو گیا ہوا اور اس کا امیر المؤمنین قائم رہنا ملک قوم کے لئے مضر ہو تو ایسے شخص کو معزول کرنا از روئے شرع شریف درست و صحیح ہو گا یا نہیں؟

جواب

”ایسے شخص کو معزول کرنا صحیح و درست ہو گا۔ کاتبہ الفقیر حسن خیر اللہ“

پس جب وزراء نے یہ فتویٰ حاصل کر لیا تو کوشش کی کہ جلد سے جلد ان تجاویز کا نفاذ کیا جائے جن کے مکمل کرنے کے لئے مدحت پاشا اور عونی پاشا مقرر کئے گئے۔ ان تجاویز کی تکمیل کے ذرائع میں کچھ اختلاف تھا۔ کیونکہ مدحت پاشا خیال کرتے تھے کہ عثمانی قوم متفقہ طور پر اس معزولی سلطان کو پسندیدہ نظر سے دیکھے گی یا نہیں اور عونی پاشا وزیر جنگ چاہتے تھے کہ یہ معزولی ضرور ہونا چاہئے۔ اور فوجی ذرائع سے مدد لیجئے۔ مدحت پاشا نے یہ مشورہ دیا کہ تمام علماء و قسطنطنیہ کے معززین وغیرہ کو مسجد نور عثمانی میں طلب کیا جائے اور قوم کی موجود افسوسناک حالت اور نظام حکومت کی تبدیلی پر ان سے مبادلہٴ خیالات کیا جائے چنانچہ اس رائے سے اکثر وزراء سلطنت نے اتفاق کیا اور اس اجتماع کے لئے ۳۱ مئی ۱۸۷۶ء مقرر کی گئی۔ لیکن ایک خاص بات پیدا ہوئی جس کی وجہ سے تمام اشخاص کو مدحت پاشا کی یہ تجویز ملتوی کر کے عونی پاشا کی تجویز پسند کرنی پڑی اور وہ وجہ یہ تھی کہ ایک عورت قهرلیڈیز سے مدحت پاشا کے پاس اس ماہ کی ۳۰ تاریخ کو آئی اور اس نے بتلایا کہ آپ کے جلسوں کی اطلاع سلطان کو ہو چاہتی ہے۔ اس خبر سے مدحت پاشا کو خوف پیدا ہو گیا کیونکہ اس دن سلطان نے عونی پاشا کو اپنے پاس طلب کیا۔ باوجودیکہ عونی پاشا نے علالت کا عذر کیا۔ مگر سلطان نے ان کے عذر کو قبول نہیں کیا۔ پس وزراء نے بحث مباحثہ کے بعد طے کیا کہ آج رات ہی میں یہ معاملہ طے کر لیا جائے چنانچہ نصف شب کے بعد رشی پاشا وزیر اعظم اور مدحت پاشا

مع اپنے خادموں کے (جو اپنے ہاتھوں میں روشنی وغیرہ لیے ہوئے تھے) عونی پاشا کے پاس باسفورس کے کنارے جو منارہ روشنی پر مقیم تھے چلے گئے۔ کچھ گفتگو ہونے کے بعد عونی پاشا سر لے کر طولہ بانچہ کی طرف گئے اور رشدی پاشا و مدحت پاشا وزیر جنگ کے دفتر کے میدان میں حسب قرار داد ٹھہر کر سلطان مراد کے آنے کا انتظار کرنے لگے تاکہ ان کے آئے پر ان سے بیعت کی جائے اور منادی کو دی جائے کہ وہ سلطان رٹ کی بنائے گئے اور فوجی جھاوڑنی کے بلند منارے پر روشنی کی جائے تاکہ بحری بیڑے کو جدید سلطان کے تخت نشین ہونے کی اطلاع ہو جائے اور وہ تو میں سر کر دیں۔

ادھر یہ کارروائی مکمل ہوئی اور عونی پاشا نے سلیمان پاشا فیلڈ مارشل سے ملاقات کی کیونکہ ان دونوں نے آپس میں سلطان عبدالعزیز کو معزول کرنے میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کا وعدہ کیا تھا اور مدحت پاشا کے بہتر حامی تھے۔ پس انہوں نے افواج قسطنطنیہ کو ردیف پاشا سپہ سالار افواج قسطنطنیہ کی طرف سے احکامات بھجوا دیے کہ کوئی سامان بری و بحری راستوں سے ادھر ادھر نہ ہونے پائے۔ بحری بیڑہ وزیر بحری کے ماتحت تھا اسکو بھی احکامات دیے گئے کہ محل سلطانی سے سمندر کا راستہ منقطع کرو یا جائے۔

جب یہ تمام کام ترتیب پا گیا تو عونی پاشا مع سلیمان پاشا فیلڈ مارشل کے پرنس مراد کے محل کی طرف چلے گو شہزادہ مراد کو ان تمام معاملات کا علم تھا مگر انہیں یہ خبر نہ تھی کہ یہ معاملہ کب عمل میں آئیگا۔ جب سلیمان پاشا نے ان سے ملکر کہا کہ آپ کے سلطان ہونے اور عبدالعزیز کے معزول ہونے کا وقت آ گیا اور عونی پاشا محل کے دروازہ پر آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ پس پرنس فریب آرزو کے کا گمان ہوا باوجود اسکے پرنس مذکور نے

تحقیق حالات کیلئے جلدی نہ کی اور اُن کے ساتھ وزارت جنگ کے میدان میں چلے آئے۔

اب ان سب امور کے بعد ایک اہم کام باقی تھا جس کے انجام دینے بغیر سارے کام بیکار رہتے تھے اور وہ سلطان عبدالعزیز کو اُن کے معزول ہونے کی اطلاع دینا تھا چنانچہ سلیمان پاشا اور عونی پاشا محل سلطان طولمہ باغچہ کی طرف گئے۔ حاجب اور دربانوں وغیرہ نے اس وقت سلطان تک پہنچانے میں اعتراض کیا۔ مگر ان صاحبان نے ایک اہم اور ضروری کام کے لیے ملاقات کرنی کی فوری ضرورت بتائی تو وہ انکو سلطان کے پاس لیگئے سلیمان پاشا نے سلطان عبدالعزیز کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے آنے کی وجہ ظاہر کی۔ اور اُن کے معزول ہونے کا فتوے سنایا جس پر سلطان عبدالعزیز سلیمان پاشا پر انتہائی طور پر بلند و پر شور آواز کے ساتھ ناراض ہو گئے لیکن تھوڑی دیر بھی گزرنے نہ پائی تھی کہ جنگی جہازوں سے توپوں کے سر ہونے کی آواز سنائی دی۔ تب (سلطان) عبدالعزیز کو یقینی طور پر علم ہوا کہ وہ سلطان نہیں رہے اور تمام واقعات طے شدہ کی حقیقت اور اپنی نوعیت اُن پر واضح ہو گئی۔ انہوں نے خود کو سلیمان پاشا کے سپرد کر دیا۔ سلیمان پاشا نے اُن سے کہا کہ میں مجبور ہوں کہ میں آپکو محل طولمہ باغچہ سے منتقل کر کے محل طوب قیو میں قیام کرنے کی تکلیف دوں۔

شہزادہ مراد کو سلطان بنانے کے بعد وزارت کے سابقہ اراکین ہی وزارت کیلئے منتخب کیے گئے مگر ساتھ ہی دفتر وزارت میں کمال بک اور ابو الضیاء بک جیسے آزاد خیال، حریت و جمہوریت کے دلدادہ اشخاص کا اضافہ کر دیا گیا جنگی مہم میں مفندوں کی ریشہ و اینوں سے وزارت کا گروہ مامون ہو گیا۔

یہ ظاہر ہے کہ ان تمام حریت پسند اصحاب نے یہ جو کچھ تدبیریں کی تھیں سلطان

عبدالغزیز کو معزول کیا اور پرنس مراد کو تخت نشین کیا وہ صرف اس لیے کہ دولت عثمانیہ میں دستوری و جمہوری حکومت قائم ہو جائے چنانچہ سلطان سے اس قسم کے مواعید و مواثیق کر لیے گئے تھے اور یقیناً احرارِ دولت عثمانیہ کی امیدیں پوری ہونے کے قریب تھیں مگر اس دور موجودہ میں چند واقعات و حادثات پیش آگئے جس سے ایک طویل توقف ہو گیا اور یہ اس لیے بھی ہوا کہ عونی پاشا نے سلطان مراد کو اسی رات دیکھا کہ وہ پریشان تھے اور ان کے اعصاب پر ایک خاص اثر تھا اور اس بیعتِ سلطانی کے بعد جب وہ اپنے محلِ طولیہ باغچہ کو تشریف لے جا رہے تھے تو ان کے اعصاب میں تشنج کی زیادتی ہو گئی تھی اور اس لیے تخت پاشا کو تقریباً تین دن اور تین رات ان کے ساتھ رہنا پڑا۔ مدحت پاشا نے اچھے اچھے اطباء اور ڈاکٹروں سے علاج معالجہ میں مشورہ کیا۔ اس دوران میں دو اہم حادثے پیش آگئے جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

سلطان عبدالغزیز کی وفات

عبدالغزیز سلطان معزول نے اپنی معزولی کے بعد محلِ طوبی میں پانچ دن قیام کیا تھا کہ جون ۱۸۷۷ء کی صبح کو انہوں نے اپنے خاص خادم فخری بیک سے قہرچی طلب کی اور کہا کہ میں اپنی وارثی اور ماتحت تراشوں گا انہوں نے اس کے دینے میں کچھ تردد کیا پھر انہوں نے اپنی والدہ سلطانہ سے کہا۔ انہوں نے فخری بیک سے کہہ دیا کہ انہیں قہرچی دیدی جائے۔ اس کے بعد ان کے کمرہ میں جانے والی عورتوں میں ایک دد غور میں پہنیں تو دیکھا کہ عبدالغزیز کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں اور پیٹھ پھری ہے اور سر کا سامنے کا حصہ زخمی ہے۔ انہوں نے کوشش کی کہ جلدی دروازہ کھولیں مگر وہ نہ کھول سکیں۔ بالآخر جلد سے جلد انہوں نے ان کی والدہ کو اطلاع

وحی والدہ سلطانہ نے اکر حکم دیا کہ دروازہ کو توڑا جائے چنانچہ دروازہ توڑ کر داخل ہوئیں۔ دیکھا کہ سلطان عبدالعزیز مرده ہیں اور اُن کے جسم سے خون بہ رہا ہے وزی طور پر اطباء اور ڈاکٹر طلب کیے گئے جنہوں نے اُن کو مرده بتلایا۔ وزراء نے آنے والے نتائج کا احساس کر کے فوراً ۱۷ ماہرین اطباء کا ایک جلسہ کیا جس میں اُنہوں نے بالاتفاق اُن کی موت کا سبب خودکشی ظاہر کیا اور جسٹس ایک سارٹیفکیٹ ^{کے طور پر} ۱۸۷۶ء کو اپنا فیصلہ اس حادثہ کے متعلق دے دیا عبدالعزیز مرحوم بعد غسل متام سلطان محمود میں دفن کیے گئے۔ اس واقعہ نے سلطان مراد کے اعصاب پر بہت بڑا اثر کیا۔

”حسن“ چرکسی کا واقعہ

سلطان عبدالعزیز کی وفات کے بعد ”حسن“ چرکسی کا واقعہ پیش آیا۔ ”حسن“ چرکسی سلطان عبدالعزیز کا ایڈی کانگ تھا۔ عونی پاشا نے بعض فوجی ضرورتوں کیلئے ارادہ کیا کہ اس کو قسطنطنیہ سے جدا کر دیا جائے۔ پس اُسے حکم دیا کہ وہ بغداد جا کر اپنے لشکر میں شامل ہو جائے لیکن اُس نے بغداد جانے سے انکار کر دیا اور عونی پاشا وزیر جنگ پر یہ اتہام لگانے لگا کہ سلطان عبدالعزیز معزول کو عونی پاشا نے قتل کرایا ہے اور یہ اتہام بالکل ویسا ہی غلط تھا جیسا کہ اُن پر سلطان عبدالعزیز کے معزول کرانے کا مشہور کیا جا رہا تھا۔ کیونکہ عبدالعزیز کی معزولی ملکی ضرورتوں اور عام خواہش کے مطابق عمل میں آئی اور اُن کی موت خودکشی کی وجہ سے ہوئی تھی جس کی تصدیق ۱۷ ڈاکٹر اور طبیب اُن کی وفات کے بعد ہی کر چکے تھے۔ پس عونی پاشا نے ”حسن“ چرکسی کی حکم عدولی اور اس قسم کی سرکشی کو دیکھ کر اُسے گرفتار کرایا اور جیلخانہ بھیجا یا ”حسن“ چرکسی کو جیلخانہ میں پہنچے ہوئے دوروز ہی گزرے تھے کہ اُس نے عونی پاشا کی خدمت

میں یہ کہلا کر بھیجا کہ میں آپ کے احکامات کی اطاعت کرنے کے لیے تیار ہوں اور بغداد چلا جاؤں گا۔ لیکن مجھے قسطنطنیہ میں چیز روز قیام کرنے کی اجازت دی جائے تاکہ میں بغداد جانے کے لیے سامان سفر مہیا کر لوں۔ عونی پاشا نے اُس کی اس درخواست کو منظور کر لیا اور ۱۸۶۶ء اُس کے بغداد جانے کے لیے مقرر کر دی۔ اس تاریخ مقررہ پر حسن چرکسی عونی پاشا کے مکان پر گیا اور محنت التجا کی کہ میں اُن سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ عونی پاشا کے ملازمین وغیرہ نے اُس سے کہا کہ وہ اس وقت مدحت پاشا کے مکان پر بغرض مشورہ تشریف لے گئے ہیں۔ کیونکہ وہاں تمام وزراء و دولت عثمانیہ جمع ہیں۔ چنانچہ حسن چرکسی استانبول (قسطنطنیہ) گیا اور ایک ہوٹل میں جا کر کھانا کھایا۔ شراب پی، پھر مدحت پاشا کے مکان طوخان تاش میں پہنچا۔ رات کے دس بج چکے تھے وزراء و سلطنت جن کی تعداد دس تھی سب کے سب جمع تھے۔ شریف مکہ بھی اُن کے پاس موجود تھے اور جلسہ شورے کا افتتاح ہو چکا تھا۔

حسن چرکسی مدحت پاشا کے مکان میں اس آزادی کے ساتھ داخل ہوا جیسا کہ صاحب مکان اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے۔ محافظین مکان نے دریافت کیا کہ تم یہاں کس لیے آئے ہو اس نے جواب میں کہا کہ میں کل بغداد جا رہا ہوں۔ اور مجھے اپنا سفر شروع کرنے سے پیشتر چند ضروری امور میں عونی پاشا وزیر جنگ سے عرض معروض کرنا ہے۔ محافظین نے جواب دیا کہ اس وقت جلسہ ہو رہا ہے اور تمہیں جلسہ کے اختتام ہی کے بعد ملاقات کا موقع مل سکتا ہے۔ حسن چرکسی بیٹھ گیا۔ لیکن محافظین کی آنکھیں تھپی وہ جلسہ گاہ کے قریب پہنچ گیا۔ جسے مدحت پاشا کے ملازم نے جلسہ کے ہال میں داخل ہونے سے منع کیا اور عونی پاشا کے خدام کو آواز دی کہ وہ اس چرکسی کی شکایت اپنے آقا سے کر دے۔ چنانچہ وہ مکان کی بالائی منزل پر چلا جلسہ ہو رہا تھا جڑ ہا اور پچھے پچھے حسن چرکسی بھی گیا اور اجازت کا انتظار کیے بغیر

اندر پہنچ کر فوجی سلام کیا اور عونی پاشا کو نہایت سختی کے ساتھ اپنی طرف مخاطب کر کے کہا کہ اپنی جگہ سے نہ ہٹو یہ لہکر گولی چلائی جو اُنکے سینہ کو چیرتی ہوئی نکل گئی اس وحشت ناک منظر کو دیکھ کر دوسرے وزراء قریب کے دوسرے کمرے میں چلے گئے مگر وزیر بڑی وہیں مقیم رہے۔ تاکہ اُسے گرفتار کریں مگر حسن چرکسی نے انہیں بھی زخمی کر دیا۔ ہاتھ میں اور بازو میں کئی زخم آئے۔ عونی پاشا میں زندگی کے کچھ آثار پائے جا رہے تھے کہ حسن چرکسی نے اُن کے چند کاری زخم اور لگائے اور پھر صدر اعظم کی طرف مخاطب ہوا جو دوسرے کمرے میں موجود تھے، کہتے لگا کہ ”میں آپ کو پاکسی اور کون نقصان نہیں پہنچاؤں گا“ مگر کسی نے اُسے جواب نہیں دیا اور نہ دروازہ کھولا۔ پس وہ ناامید ہو کر چلنے لگا۔ ناگاہ مدحت پاشا کے خادم احمد آغا نے پشت کی طرف گردن پر لپک کاری زخم لگایا جس پر حسن چرکسی نے رو اور چلایا جس کی گولی اُس کی آنکھ پر لگی اور وہ فوراً مر گیا۔ اسی طرح بندوق کا فیروز خاریہ پر کیا۔ یہ معرکہ آدھ گھنٹہ تک جاری رہا۔ جس کے بعد ایک جماعت نے اُسے گرفتار کر لیا۔ عدالت میں اُس نے اعتراف کیا کہ میں نے عونی پاشا سے انتقام لینے کے لیے یہ کارروائی کی اور اُسے انہوں نے تھا کہ میرے ہاتھوں رشید پاشا وزیر خاریہ کیوں مارے گئے۔ پس عدالت نے اُسے پھانسی کا حکم دیا مگر وہ اُن زخموں کی وجہ سے جو معرکہ کی رات کو لگے تھے پھانسی دیے جانے سے قبل ہی مر گیا۔

سلطان مراد کی مغزولی اور سلطان عبدالحمید کی تخت نشینی

جب اس حادثہ کی اطلاع سلطان مراد کو پہنچی اُنکے جو اس عقلیہ پر اس کا بہت بڑا اثر پڑا۔ باوجودیکہ طبیب اور ڈاکٹر اُن کی صحت کی قریبی امید لگا رہے تھے۔ مگر اسکے بعد سے اُن کی صحت برابر خراب ہوتی گئی۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے لوگوں کے قلوب

میں یہ سوال پیدا ہونے لگا کہ آیا سلطان مراد کی صحت و تندرستی کا اظہار کیا جائے
 یا اُن کو بھی معزول کر کے پرنس عبدالحمید کو تخت نشین کر دیا جائے۔ دولت عثمانیہ کے
 سیاسی لوگ اس معاملہ میں دو گروہوں پر منقسم ہو گئے۔ ایک اس بات کا خواہشمند
 تھا کہ سلطان مراد کو عثمانی تخت پر برقرار رکھا جائے اور اُن کی صحت و تندرستی کا اظہار
 کیا جائے۔ اس گروہ میں صدر اعظم محمد رشیدی پاشا اور مدحت پاشا اور بہت سے
 اُن کے ہم خیال شامل تھے۔ اور دوسرے گروہ کا خیال یہ تھا کہ سلطان مراد کو معزول
 کر دیا جائے۔ اور اُن کی جگہ اُن شہزادگان میں سے کوئی شہزادہ تخت نشین کیا جائے
 جو سلطان مراد کے بعد تخت نشینی کا مستحق ہو۔ اس گروہ کے لیڈر داماد محمود جلال الدین
 پاشا (جو سلطان مراد کے خسر تھے) اور دلیف پاشا (جو سطنظنیہ کی افواج کے فیلڈ مارشل
 تھے) اُن کے علاوہ وہ فوجی افسر جو اس دور کو اچھا نہیں سمجھتے تھے اور خواہشمند تھے
 کہ وہی پُرانا طرز حکومت اختیار کیا جائے۔ اور چونکہ یہ دستوری حکومت اُن کی
 فضول دلا یعنی خواہشوں کو پورا کرنے میں ممد و معاون نہ ہوتی تھی۔ اس لیے وہ
 اس آخری گروہ میں داخل ہو گئے باوجودیکہ وہ نہیں جانتے تھے کہ قوم اور حکومت
 کیا چیز ہے۔ داماد جلال الدین پاشا نے کو را ایک بے علم اور ذاتی فوائد کو مقدم رکھنے
 والا شخص تھا اور موجودہ اصلاحات کو خود غرضی کی وجہ سے ناپسند کرتا تھا۔ پس اِن
 سب لوگوں نے ملکر سلطان مراد کو بوجہ اُن کے علیل ہونے کے معزول کرنے اور
 پرنس عبدالحمید کو تخت نشین کرنے کے لیے بہت کچھ جدوجہد کی اور کوشش کی کہ
 دیگر سفراء دول اور علمائے سطنظنیہ اس معاملہ میں مداخلت کریں انہی لوگوں نے
 عوام الناس میں مدحت پاشا اور رشیدی پاشا کی طرف سے بطنی پھیلانے کے لیے
 یہ شہرت دی کہ سلطان مراد دولت عثمانیہ کے سلطان یا خلیفہ المسلمین نہیں ہیں
 بلکہ وحقیقت مدحت پاشا اور رشیدی پاشا ہیں۔ اور سلطان مراد کی علالت سے

اُن کو بادشاہت کرنے کا موقع مل گیا ہے۔ پس اس طرح اُنہوں نے سلطان مراد کے معزول کرنے کی تدابیر مکمل کر لیں۔ لیکن مدحت پاشا اور اُن کے رفقاء نے طے کیا کہ اگر آئندہ ہونے والے سلطان بھی مباہلت سے قبل دستوری حکومت اور ملکی اصلاح کا وعدہ کریں تو اُن کو ہی سلطان بنا دیا جائے۔ مدحت پاشا نے نفس پر ”موصلوا علو“ کہاں کہ پرنس عبد الحمید آفندی رہتے تھے تشریف لیجا میں تاکہ پرنس عبد الحمید آفندی سے دستوری حکومت اور ملکی اصلاح کے متعلق مشورہ کریں اور اگر وہ اس سے انکار کریں تو اُن کے بھائی پرنس رشاد آفندی سے مشورہ کریں۔ چنانچہ مدحت پاشا پرنس عبد الحمید آفندی کے پاس تشریف لے گئے اور اُن کی بی بی پرنس رشاد آفندی کے پاس گئیں جو شرائط کہ اُن کے سامنے پیش کرنی تھیں وہ حسب ذیل ہیں:-

- (۱) دستوری حکومت کا اعلان فی الفور کیا جائے۔
- (۲) سلطان دولت عثمانیہ کے معاملات میں صرف منتخب شدہ وزا ہی سے مشورہ کر سکیں گے۔
- (۳) ضیا و بک اور کمال بک سلطان کے خاص سکریٹری ہونگے اور عدالت بک چیف سکریٹری ہونگے۔

پرنس عبد الحمید نے ان تمام مطالبات کو برضا و رغبت قبول و منظور کر لیا اور وعدہ کیا کہ دستوری طرز حکومت کو اُس سے زیادہ وسیع کیا جائیگا جس قدر کہ مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ پس مدحت پاشا استانبول (مستططنیہ) لوٹ آئے اور وزراء کو پرنس عبد الحمید کی ملاقات کے نتیجے سے مطلع کیا۔ اور طے کر لیا کہ سلطان مراد کو معزول کر کے پرنس عبد الحمید کو تخت نشین کیا جائے۔ لیکن یہ معزولی بغیر فتویٰ شیخ الاسلام کے نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لیے خیر اللہ آفندی شیخ الاسلام

سے ایک فتوے مغزولی سلطان مراد کا حاصل کیا گیا۔ پس سلطان مراد مغزول
 کیے گئے اور یکم ستمبر ۱۸۷۷ء کو پرنس عبدالحمید تخت خلافت اسلامیہ عثمانیہ پر
 بٹھا دیے گئے۔

سلطان عبدالحمید کی تخت نشینی کا دربار

عثمانی تخت پر سلطان عبدالحمید کی تخت نشینی یکم ستمبر ۱۸۷۷ء کو عمل میں آئی
 اس دن ایک عظیم الشان دربار محل طولمہ باغچہ میں منعقد ہوا جس میں تمام
 وزراء حکومت، سفراء و ول یورپ اور اعیان سلطنت وغیرہ وغیرہ شریک تھے
 جب سب لوگ سلطانی بیعت کر چکے تو سلطان عبدالحمید نے سب کو مخاطب کر کے
 فرمایا کہ۔۔۔

”میں آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور مبارکباد دیتا ہوں۔ میری
 خواہش صرف یہ ہے کہ میری مملکت ترقی کرے اور رعایا کو راحت و آرام حاصل
 ہو اور قریب ہے کہ آپ میرے اس طرز عمل کو ملاحظہ فرمائیں گے جو میں ولایت
 عثمانیہ کی اصلاح کے متعلق اختیار کرونگا۔ پس رعایا کا فرض ہے کہ وہ اپنا
 فرض ادا کرے اور میں اپنا فرض ادا کروں۔“

وزراء کے ایک جلسہ میں سلطان معدوح نے وزراء کو اتفاق و اتحاد کے
 ساتھ کام کرنے کے لیے برانگیختہ کیا۔ تین دن کے بعد سلطان نے ایک جلسہ کیا جس
 میں حسب دستور سلاطین ترکی جا معہ ایوب میں سلطان عثمان کی تلوار زیب کمر
 کرنے کی رسم ادا کی اور وہاں سے واپس آکر محل طوپ قیو میں نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عبا و مبارک پہنا اور علم نبوی اُن کے سپرد کیا گیا۔

کہا جاتا ہے کہ جس وقت رشیدی پاشا صدر اعظم طولمہ باغچہ میں سلطان عبدالحمید
 کو پہنچا کر واپس ہوئے ہیں کہتے تھے کہ ”ہم نے سلطان مراد کو مغزول کرنے میں

جلدی کی۔ خدا ایسا نہ کرے کہ ہمیں نہ امت اٹھانی پڑے۔

جو پہلا کام سلطنت کا سلطان عبدالحمید نے کیا وہ داماد محمود جلال الدین پاشا کو سپہ سالار افواج مقرر کرنا تھا۔ اور پھر سعید پاشا کو (جن کی والدہ انگریزی تھیں) ایڈری کانگرس کی جماعت کا افسر اعلیٰ مقرر کیا۔ ان تقررات پر کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ کیونکہ یہ تقرر سلطان کے ہاتھ میں تھا۔ اور نہ مدحت پاشا نے ان تقررات کو کوئی اہمیت دی حالانکہ ایڈری کانگرس کی جماعت کے افسر اعلیٰ کا تقرب اور اثر بھی بہت کچھ ہوتا ہے۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ اس کا اثر صدر اعظم کے اثر سے کسی طرح کم نہیں ہوتا۔ یہ ظاہر بات ہے کہ مدحت پاشا وغیرہ کو سلطان مراد کے معزول کرنے اور دوسرے امور میں جس قدر آسیانیا پیدا ہوئیں وہ عونی پاشا وزیر جنگ اور مابین ہایونی کی جماعت کی بدولت حاصل ہوئی تھیں پس ضرورت تھی کہ ان عہدوں کے تقرر کی انتہائی مخالفت کی جاتی یا سب سے بہتر اور مناسب بات یہ تھی کہ جس وقت مدحت پاشا نے سلطان عبدالحمید کی مباہجت سے قبل جو شرائط طے کی تھیں اور ضیابٹ کمال بک کو سکرٹری مقرر کرنا قبول و منظور کر لیا تھا۔ اسی طرح طے کر لیا جاتا کہ فلاں صاحب سپہ سالار اعظم مقرر کئے جائیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ شرائط اگر طے بھی ہو جائیں تو کچھ فائدہ نہ تھا کیونکہ جب مدحت پاشا نے بیعت سلطانی کے بعد سلطان عبدالحمید سے ملاقات کی تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے چیف سکرٹری سعید پاشا کو مقرر کر دیا ہے۔ سعید پاشا محمود ندیم پاشا کی جماعت کے ان لوگوں میں سے تھے جن کا ذکر اس سے قبل آچکا ہے۔ حالانکہ سلطان نے چیف سکرٹری کا عہدہ سعید بک گردہ احرار کے ایک اچھے ممبر تھے مدحت پاشا نے اس ممبر کو تقرر سلطانی کے خلاف اصرار کیا لیکن سلطان پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ اس طرح عمال حکومت میں مستبدین کا اثر غالب ہوتا رہا اور ان استبدادیوں نے تمام ملکیت میں ریشہ دو انیاں شروع کر دیں اور دہی

مردانہ مشورہ کیا تھا جو

صورت پیش آنے لگی جن کے دور کرنے کی کل تک کوششیں کی جا رہی تھیں۔ عرصہ میں لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ سلطان ہی ایسا طرز عمل اختیار کر رہے ہیں جو عثمانی احرار کی امیدوں کو پامال کرنے والا ہے۔ سلطان عبدالحمید جانتے تھے کہ اس عثمانی گروہ احرار کے اعلیٰ رکن مدحت پاشا ہیں۔ ان کی خواہش تھی کہ سب سے پہلے ان سے راستہ صاف کیا جائے اور اسی مسئلہ کو صاف کرنے کے لئے جو ذریعہ ضروری تھے وہ سب اٹکے ہاتھ میں تھے کیونکہ انہیں فوج سے کوئی خوف نہ تھا۔ فوج ان کے قبضہ میں تھی اور سپہ سالار اٹکے احکامات کا منتظر۔ لیکن وہ نہیں چاہتے تھے کہ معاملات کی نوعیت خراب ہو جائے پس انہوں نے میدان سیاست میں بازی لیجانی چاہی۔ صدارت عظمیٰ پر اعتراضات شروع کر دیے۔ پہل اس طرح ہوئی کہ ایک فرمان جس پر مدحت پاشا نے ترتیب دیا تھا اور جس میں دستوری حکومت کی اہم دفعات مندرج تھیں۔ جب سلطان کے سامنے پیش ہوا تو انہوں نے اکثر ضروری دفعات کو حذف کر دیا۔ لیکن مدحت پاشا نے اسے بھی اس امید پر قبول کر لیا کہ اعلان دستور اور اجتماع پارلیمنٹ کا کام کیوں کو پورا کر دیا۔

قانون اساسی کی دفعہ ۱۱۳ میں اضافہ

باوجود ان تمام مشکلات کے جو مدحت پاشا کو جمہوری حکومت کے قیام میں پیش آرہی تھیں مدحت پاشا شب و روز اسی فکر میں مشغول رہتے تھے۔ ۲۳۔ نومبر ۱۹۰۸ء کا واقعہ ہے کہ مدحت پاشا کے نام سلطان عبدالحمید کا ایک خط آیا جو خود آں مدوح کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا جس میں انہوں نے اس امر کو تسلیم کرتے ہوئے کہ عثمانی پبلک کی آسانی اور اس کے فائدہ کو پیش نظر رکھ کر عثمانی حکومت کو دستوری نظام کے ساتھ ترتیب دینا ضروری ہے۔ لکھا تھا کہ وہ دستوری حکومت کے نظام میں سلطانی حقوق

کو بھی محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ان کی خواہش ہے کہ قانون اساسی کو مجلس
وزرا میں بغرض بیع پیش کیا جائے۔ سلطان کے اس خط کا جواب دیتے ہوئے مدحت
پاشا نے تحریر کیا کہ ممکن ہے کہ اس قانون اساسی کو مجلس وزراء میں پیش کرنے
کی ضرورت ہو لیکن اس کا رد وائی کے لئے ایک مدت درکار ہوگی اور دولت عثمانیہ
کی موجودہ حالت اس طوالت کی اجازت نہیں دیتی۔ کیونکہ اعلان دستور میں حسب
تأخیر ہوتی جاتی ہے دولت عثمانیہ کی مشکلات میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اور ان
مشکلات کا اقتضا ہے کہ ترکی میں دستوری حکومت کے قیام میں جلدی سے کام
لیا جائے تاکہ ملک میں اصلاح ہو اور ان دول یورپ کو بھی اطمینان ہو جائے
جنہوں نے دولت عثمانیہ کو ان مشکلات میں دیکھ کر اپنی ایک کانفرنس قسطنطنیہ
میں منعقد کرنے کی تہدید دولت عثمانیہ کو کی ہے۔ پس ہمارے لئے دو ہی صورتیں
ہیں یا تو ہم اس کانفرنس کے انعقاد سے قبل قانون اساسی کا اعلان کر کے اپنی
مملکت میں اصلاحات رائج کر دیں۔ پس اس طرح دول یورپ کو ہمارے معاملہ
میں کسی قسم کی مداخلت کرنے اور کسی کانفرنس کے انعقاد کی معقول وجہ اور دلیل
باتی نہیں رہے گی۔ یا اگر ہم اس کے اعلان میں تاخیر سے کام لیں گے تو یورپی کانفرنس
قسطنطنیہ میں منعقد ہوگی اور یقیناً ایسے عمدہ داروں کا تقرر عمل میں آئے گا جو ہمارے
طرز عمل کی نگرانی کر کے دول یورپ کو رپورٹ کیا کریں گے۔ اور اگر پارلیمنٹ کا
انعقاد عمل میں آیا تو ہمارے لئے دول یورپ کے مشورات میں مداخلت کرنے
کی کوئی دلیل اور وجہ موجود نہ ہوگی۔

جب اہلکاران مابین ہالیونی نے مدحت پاشا کے دلائل کو مسئلہ مذکور میں
اس قدر مضبوط پایا تو انہوں نے ایک دوسرے طریقہ اختیار کیا اور وہ یہ تھا کہ انہوں
نے اعلان حکومت دستوری میں جلدی کرنے میں مدحت پاشا کی رائے سے

اتفاق کر لیا۔ لیکن انہوں نے ایک شرط یہ پیش کی کہ قانون اساسی کی دفعہ ۱۱۱ میں (جو بعض صوبجات میں ترمیمی اور نئے و فساد کے متعلق تھی) کچھ اضافہ کیا جائے۔ اس دفعہ میں ظاہر کیا گیا تھا کہ حکومت کو حق حاصل ہوگا کہ صوبجات میں بد امنی و فتنہ و فسادات کے وقت ایک خاص مدت کے لئے رجسٹری قوانین نافذ کر کے موجودہ قوانین اور نظام کو معطل کرے۔ انہوں نے خواہش کی کہ ان الفاظ کے ساتھ یہ جملہ اور زیادہ کیا جائے کہ جس شخص یا اشخاص کے متعلق باضابطہ تحقیقات کر ثابت ہو جائے کہ انکی وجہ سے مملکت میں بد امنی رونما ہوئی ہے تو سلطان معظم کو تہما حق حاصل ہوگا کہ وہ ان کو مالک محروسہ عثمانیہ سے خارج کر دیں۔ مدت پانچ ماہ اس اضافہ کو بطیب خاطر منظور کر لیا تاکہ کام جلد شروع ہو جائے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ دفعہ صوبجات سے متعلق ہے پس یہ اضافہ بھی صوبجات سے ہی تعلق رکھے گا۔ ان کے خیال میں بھی یہ بات نہ آئی کہ دفعہ ۱۱۱ کا یہ اضافہ سب سے پہلے انہیں ہی خارج البلد کرنے والا ثابت ہوگا کیونکہ انہوں نے اس قسم کی احتیاطیں قانون اساسی کی دفعہ ۳۱، ۳۲ و ۳۳ میں مناسب طریقہ پر کر لی تھیں جن کا منشا یہ تھا کہ سفراء اور وزراء اسی وقت معزول کئے جائیں گے جبکہ ان کا معاملہ خاص محاکمہ کے ساتھ ان مجالس میں طے کیا جائے جو اس سلسلہ کے طے کرنے کے لئے مقرر ہوں۔ سلطان کو انہیں معزول کرنے کا کوئی حق نہ ہوگا۔

قانون اساسی کا اعلان

سلطان عبد الحمید نے مدت پانچ ماہ ترقی و تقرب کا کوئی خاص لحاظ نہیں فرمایا اور نہ وہ خود اس کے خواہشمند تھے۔ لیکن جب ۱۹ دسمبر ۱۸۷۶ء کو رشیدی پاشا صدر اعظم نے اپنی بڑھاپے کی وجہ سے صدارت عظمیٰ سے استعفیٰ دیا تب قلمدان وزارت

مدحت پاشا کے سپرد ہوا۔ کرسی صدارت پر ٹکن ہو کر مدحت پاشا نے امور سلطنت میں پہلا کام ہی شروع کیا کہ دولت عثمانیہ میں نظام دستوری کا اعلان ہو جائے، پارلیمنٹ ترتیب پا جائے تاکہ دولِ یورپ کے ذہنی خیالات جو دولت عثمانیہ کی نسبت میں بدل جائیں۔ گو وہ ابتدائی مشکلات سب حل کر چکے تھے پھر بھی اس سلسلہ میں اہمیں اور زیادہ مشکلات برداشت کرنا پڑیں۔ اولین مشکل چند خوشامد سندا شخصوں کو ہجوار کرنے کی تھی جس کے سرگروہ جو مدحت پاشا وزیر عدلیہ تھے ڈیلی گیٹس کا پہلا جلسہ داما و محمود پاشا کے مکان پر منعقد ہوا جس میں جو مدحت پاشا نے تحریک پیش کی کہ اعلان دستور کو ایک نامعلوم مدت تک ملتوی کر دیا جائے کیونکہ عدنان حکومت سلطان عبدالحمید جیسے مدبر بادشاہ کے ہاتھ میں ہر جن کے ہونے ہوئے کسی نظام جمہوریت کی حاجت باقی نہیں رہی ہے۔

اس تحریک کی مدحت پاشا نے سختی کے ساتھ مخالفت کی اور واضح طور پر وہ وجوہ بتلائے جن کی بنا پر دولت عثمانیہ کے لئے دستوری حکومت کا ہونا ضروری ہے۔ مدحت پاشا کی اس مفصل تقریر نے خاص اثر پیدا کیا اور اگر اب سے پہلے ملک میں اس قسم کے خیالات عمدگی کے ساتھ پھیلے جاتے تو مدحت پاشا کے اصلاحی مقاصد اسی وقت حاصل ہو جاتے۔ سلطان عبدالحمید کے مخصوص اشخاص اور مدحت پاشا میں اختلاف صرف دولت عثمانیہ میں جمہوری حکومت کے قیام ہی پر نہ تھا بلکہ یہ لوگ چند اور امور میں بھی مختلف رائے تھے۔ منجملہ ان کے ایک یہ تھا کہ دولت عثمانیہ کے صوبجات میں مسیحی گورنر نہ مقرر کئے جائیں اور کوئی غیر مسلم مدارس حرمیہ میں داخل نہ کیا جائے۔ مدحت پاشا کا خیال یہ تھا کہ اگر بعض صوبجات میں مسیحی گورنر مقرر کر دئے جائیں گے تو وہ دولِ یورپ جن کی ایک کانفرنس عنقریب قسطنطنیہ میں منعقد ہونے والی ہے دولت عثمانیہ کے طرزِ عمل کو دیکھ کر

مطمئن ہو جائیگی۔ اور یہ مسئلہ اُن کے لئے ایک مناسب دلیل ہو جائیگا کہ دولت عثمانیہ اپنے اندر اصلاحات رائج کر رہی ہے گو مدحت پاشا کی یہ خواہش و حقیقت دولت عثمانیہ کے لئے مفید نہ تھی اور نہ اُن حکومتوں کے طرز عمل کے موافق تھی جو صدیوں سے غیر اقوام پر حکومت کر رہی ہیں۔ پھر بھی انہوں نے اپنے صوبجات میں گورنری کا عمدہ باشندگان کو نہیں دیا ہے لیکن اُن کے اس خیال سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ وہ کس قدر صاف دل اور تعصب سے دور تھے۔ باوجودیکہ مسیحی اقوام دولت عثمانیہ کو پریشان کرنے میں ساعی رہتی تھیں تاہم مدحت پاشا جیسا ملک ملت پرست اُن کے ساتھ ایسی مراعات کرنے کا خواہشمند تھا جو دوسری گورنمنٹیں با اینہم کہ وہ اپنی ماتحت رعایا کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی مدعی ہیں اپنی وفا و ادب رعایا کے ساتھ اُن مراعات کا ادنیٰ پہلو بھی اختیار نہیں کر سکی ہیں۔ بہر حال مدحت پاشا کی اس رائے کو قبول کرتے ہوئے سلطان عبدالحمید نے فرمایا کہ ”باوجودیکہ میں نہیں جانتا کہ ان تئیرات خاصہ کے نتائج کے متعلق جو اعلان دستور اور مسیحی گورنروں کے تقرر سے پیدا ہونے عام مسلمانوں کی کیا رائے ہے۔ مسیحی گورنر مقرر کئے جائیں۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ لوگ بہتری کی امید میں کام کرتے ہیں مگر اُن کے نتائج اچھے نہیں ہوتے“ چنانچہ اس اجتماع میں تمام معاملات طے ہو گئے اور فوری طور پر اس جلسہ کے بعد ہی دستوری حکومت کے اعلان اور ممبران پارلیمنٹ کے انتخاب کا کام شروع کر دیا گیا۔

مدحت پاشا نے ۱۹۔ دسمبر ۱۸۶۶ء کو قلمندان وزارت اپنے ہاتھ میں لیا تھا اور ایک ہفتہ کے اختتام ہی پر یعنی ۲۳۔ دسمبر ۱۸۶۶ء کو دستوری حکومت کا اعلان سرکاری طور پر کر دیا۔ اس اعلان کے لئے خاص اہتمام کے ساتھ ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں تمام وزراء سلطنت امر اور دوسرا اور علماء و غیرہ جمع تھے سعید پاشا حیف سکریٹری نے

فرمانِ سلطانی بابت قیامِ دستوری حکومت پڑھا۔ اور قانونِ اساسی کی کاپیاں حدت پاشا کے سپرد کر دیں جو حاضرین میں اسی وقت تقسیم کر دی گئیں۔ اس رسم کے بعد حدت پاشا نے ایک باموقع اور مناسب تقریر کی جس میں دستوری حکومت اور اس کے قانون کو نہایت شکر و اطمینان کے ساتھ قبول کر نیکا تذکرہ تھا مفتی اعظم نے درود وغیرہ پڑھے جس کے بعد ہی توپوں کے سو فیروزے جس سے لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ دستوری حکومت کا اعلان ہو گیا۔ خیر اللہ آفندی شیخ الاسلام اور دیگر علماء درو سا و امرا و وزراءِ دولتِ عثمانیہ نے حدت پاشا کو ان کی کامیابی پر مبارکباد دی اور سلطان و مدحت زندہ باد کے نعرے بلند کئے گئے۔ صوبجات کے گورنران نے مبارکبادی کے تار ارسال کئے۔ غرض کہ ہر جگہ خوشی کے آثار ہو رہے تھے مگر محلِ بشکطاش دقیام گاہ سلطان عبدحمید میں مسرت مفعو تھی۔ کیونکہ خود سلطان اس تمام کارروائی کو تذبذب کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔

اس اجتماع کے بعد حدت پاشا پٹریا ریک روما کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ واقعہ تاریخِ عثمانی میں سب سے پہلا تھا کہ صدر اعظمِ دولتِ عثمانیہ پٹریا ریکوم سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے۔ حدت پاشا کا اس ملاقات سے یہ منشا تھا کہ دول یورپ کے ذہن نشین کرادیں کہ اس دستوری حکومت میں مسلمانوں کے ساتھ عیسائی بھی شرکت کر رہے ہیں۔

قسطنطنیہ کی کانفرنس

یہی عجیب اتفاق تھا کہ جس تاریخ یعنی ۲۳۔ دسمبر ۱۸۷۶ء دستوری حکومت کا اعلان ہوا وہی تاریخ دولِ یورپ نے اپنی قسطنطنیہ کانفرنس کے لئے مقرر کی تھی جس میں دولِ یورپ کے نمائندگان دولتِ عثمانیہ کے قائم مقاموں سے دولت

عثمانیہ کے یورپی صوبجات کے سیاسی حالات میں گفتگو کر کے اپنا اطمینان کونے کے
 تاریخ مذکور پر دول یورپ کے نمائندگان اپنی کانفرنس کا اجلاس شروع کرنے کی
 طیاری کر رہی ہے تھے کہ ناگاہ توپوں کے سر ہونے کی آواز کانوں میں آئی جو دستوری
 حکومت کا اعلان کرنے کی عرض سے سر کی گئی تھیں۔ پس صفوت پاشا در یضاح
 نے جو اس یورپی کانفرنس میں دولت عثمانیہ کی طرف سے قائم مقام تھے، یورپی
 نمائندوں سے کہا کہ یہ جو کچھ آپ سن رہے ہیں دستوری حکومت کا اعلان جو جس
 کے بعد وہ تمام اصلاحات دولت عثمانیہ کے صوبجات میں رائج ہو جائیں گی اور یہی
 وہ مقصد ہے جس کے حاصل کرنے کے لئے آپ نے اس کانفرنس کے انعقاد کی تکلیف
 گوارا فرمائی تھی لہذا اب کسی بحث مباحثہ کی حاجت باقی نہیں رہی۔ تمام نمائندگان دول
 یورپ نے صفوت پاشا کی تقریر کو سنا اور مبارکباد دی اور خاموش ہو گئے۔ لیکن جنرل
 اگنا تیف (روسی نمائندہ) نے سلسلہ کلام شروع کیا اور خواہش کی کہ بلغاریہ کو اندرونی
 معاملات میں آزادی بخائے اور وہاں کا گورنر ایک مسیحی مقرر کیا جائے بہت کچھ بحث
 و مباحثہ کے بعد بلغاریہ کی اندرونی آزادی کی تجویز پر اتفاق ہو گیا۔ اسی طرح بوسینہ
 و ہرزیگووینا کے معاملات پر طویل مباحثہ ہوا بالآخر روسی نمائندہ نے اپنی تجاویز کی ایک
 اسکیم باب عالی کے حوالہ کی جس میں اس قسم کی دوسری تجاویز بھی مندرج تھیں۔
 دول کی اس یادداشت کو رحمت پاشا نے تمام وزراء و اعیان دولت عثمانیہ
 کے سامنے ایک جلسہ منعقدہ ۱۸ جنوری ۱۸۷۸ء میں پیش کیا جس میں بالاتفاق
 طے ہوا کہ دولت عثمانیہ بوسینہ و ہرزیگووینا اور بلغاریہ کے ساتھ صرف اس قدر رعایت
 کر سکتی ہے کہ انہیں ایک انتخابی کونسل عطا کرے جس کے ممبران کا انتخاب ایک سال
 کے لئے ہو اور ان ممبران میں نصف مسلمان اور نصف مسیحی ہونگے اور اس سے زیادہ
 کوئی رعایت نہیں کی جاسکتی۔ پس دولت عثمانیہ کے اس فیصلہ کو جس میں جملہ مطالبات

سے انکار تھا اور صرف چند اعات دینے پر رضامندی کا اظہار کیا گیا تھا۔ ۲۰ جنوری ۱۸۵۶ء کو اجلاس کانفرنس میں تمام دولی نمائندگان کے سامنے صفوت پاشا صدر کانفرنس نے پیش کر دیا اور جلسہ برخاست ہو گیا۔ اسی دن شام کو نمائندگان دول نے صرف اپنے اراکین کا ایک جلسہ کیا جس میں دولت عثمانیہ کے نمائندے شریک نہ تھے۔ اور سب نے بالخصوص روسی نمائندے نے باب عالی کو ایک سخت یادداشت تحریر کی اور ۲۳ جنوری ۱۸۵۶ء کو تمام قائم مقامان دول اور سفیر اسلطان العظم سے باریابی حاصل کے بغیر روانہ ہو گئے۔ جس کا منشا یہ تھا کہ دول یورپ نے دولت عثمانیہ سے قطع تعلق کر لیا اور وہ جنگ کے لئے آمادہ ہیں۔

دولت عثمانیہ اور روس میں جنگ دحت پاشا کا اخراج

۲۳ دسمبر ۱۸۵۶ء کو دحت پاشا کی ان تھک کوششوں سے دولت عثمانیہ میں جمہوری حکومت قائم ہو چکی تھی اور اس تاریخ دول یورپ کی کانفرنس بصدارت صفوت پاشا وزیر خارجہ دولت عثمانیہ منعقد ہوئی تھی جس میں دول یورپ کے نمائندگان نے ایسے سخت مطالبات پیش کئے تھے جن کا تذکرہ کیا جا چکا ہے اور جن کو دولت عثمانیہ نے نامنظور کر دیا تھا اور جس کے بعد یورپی نمائندے ۲۳ جنوری ۱۸۵۶ء کو قسطنطنیہ سے واپس چلے آئے تھے جو اس امر کی دلیل بیان کی جاتی تھی کہ دول یورپ نے دولت عثمانیہ سے سیاسی تعلقات منقطع کر لئے۔ اس کے بعد دولت عثمانیہ تو کم دول یورپ میں مختلف نام و پیام ہوتے رہے۔ پھر بھی دولت عثمانیہ نے دول یورپ کے مطالبات کو تسلیم نہیں کیا۔ اور بالآخر اپریل ۱۸۵۶ء میں روس نے دولت عثمانیہ سے اعلان جنگ کر دیا اور عظیم الشان جنگ ہوئی اور افواج عثمانیہ نے اپنی بہادری و شجاعت کے وہ جوہر

دکھائے جن پر تمام دنیا متحیر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ آخر کار عظیم الشان جنگ ایک طویل عرصہ
 پر اہتمام کو پہنچی جس پر ۳۰ مارچ ۱۸۵۸ء کو طرفین کے دستخط ثابت ہوئے۔ اس طویل عہد
 نامہ کو جس کی ۲۵ دفعات میں بیج کر دیا جاتا مگر اس کی ظوالت اور موجودہ مضمون سے
 غیر متعلق ہونے کی وجہ سے چھوٹے دیتے ہیں۔ بہر حال اس قدر لکھ دینا ضروری
 ہے کہ اس معاہدہ کی رو سے دولت عثمانیہ کو سروریا، مانٹی نگرو اور رومانیا کی آزادی
 اور استقلال کا اعتراف کرنا پڑا اور رومانیا کا ایک حصہ روسی تخت میں آیا۔ اور ایشیا
 میں قارص، باطوم، بائزید، ارض روم کی حدود تک روسی حکومت قائم ہو گئی۔

مذکورہ جنگ کی ابتدا، یورپی تھی اڈہ مدحت پاشا ملکی اصلاحات میں مشغول تھے
 مابین ہابونی کے لوگ اُن کے راستہ میں روٹے آکانے کی فکر میں کر رہے تھے۔ مدحت
 پاشا ملکی نوآباد اور دول یورپ کے جوش کو فرو کرنے کے لئے مطالبہ کر رہے تھے کہ مسیحی اقوام
 کو مدارس حربی میں داخل کیا جائے اور محکمہ مال کو درست کرنے کے لئے اُن کی خواہش
 تھی کہ غالب پاشا وزیر مال کو معزول کیا جائے کیونکہ اُن کو اس محکمہ کا کام عمدگی کے
 ساتھ انجام نہیں پاتا تھا۔ چنانچہ سلطان عبدالحمید نے غالب پاشا کو اپنے عمدہ سے معزول
 کرنا منظور فرمایا۔ مگر یہ شرط پیش کی کہ ان کو پارلیمنٹ کا ممبر ضرور بنایا جائے جس کے بعد
 مدحت پاشا نے خزانہ کے کاغذات طلب کر لئے۔ اب ایک مسئلہ مسیحی اقوام کو فوجی مدارس
 میں شامل کرنے کا باقی رہ جاتا تھا جس پر بہت کچھ بحث و مباحثہ ہوا لیکن مابین ہابونی
 (چیف سکرٹری وغیرہ) نے مدحت پاشا کی اس اصلاحی تجویز میں تعویق ہی ڈالے رکھی۔

بالآخر مدحت پاشا نے سلطان اعظم کی حضور میں ایک خط ارسال کیا جس میں ذرا سخت
 لہجہ کے ساتھ عرض کیا گیا تھا کہ ”میں حضور والا کے احرام کا خاص عقیدتمندی کے
 ساتھ کاٹا رکھتا ہوں۔ میرا قافونی اور مذہبی فرض ہے کہ میں اُن تمام احکامات کی متابعت
 کروں جو حضور والا صا در فرمائیں اور جن کی نوعیت قوم و ملک کے لئے مفید ہو لیکن اگر

ایسا نہ ہو تو میرا ضمیر مجھ سے یہی کہتا ہے کہ مجھے صرف وہی کرنا چاہئے جو قوم و ملک کے لئے مفید ہو۔ ۹ دن گذرے ہیں کہ میں نے بندگان عالی میں چند تجاویز پیش کی ہیں۔ مگر حضور والا نے ان کی طرف کم التفات فرمایا ہے۔ حالانکہ ان تجاویز کی قوم و ملک کی ترقی کے لئے نہایت سخت ضرورت ہے۔

اس خط کو روانہ کرنے کے بعد مدحت پاشا تین روز تک اپنے مکان ہی میں قیام پذیر رہے۔ اس موقع کو غنیمت سمجھ کر مابین ہالیونی کے لوگوں نے مدحت پاشا سے تمام گذشتہ شکستوں کا عوض لینے کی طیاری کر ڈالی۔

چنانچہ مشورات ہونے کے بعد سلطان نے صفوت پاشا وزیر خارجہ کو مدحت پاشا کے پاس روانہ کیا کہ ان کو بلا لاؤ۔ صفوت پاشا نے جا کر مدحت پاشا سے طلبی سلطان کا حال بیان کیا۔ مگر مدحت پاشا نے کہدیا کہ میں اسی وقت حاضر ہونگا جبکہ سلطان میری تجاویز کو منظور فرمائیں۔ پھر سلطان نے سعید پاشا (انگریزی انسبل) کو مدحت پاشا کے پاس یہ کہلا کر بھیجا کہ آپ آئیے جب آپ حسب حکم سلطان اعظم سرے طولہ باغچہ میں آجائیں تو احکامات سلطانی آپ کے مطالبات کی منظوری کے صادر ہو جائیں گے۔ پس مدحت پاشا سعید پاشا کے احوال کو صحیح تسلیم کر کے ان کے ہمراہ سوار ہو گئے۔ لیکن وہ کچھ دور جا کر متحہ ہوئے جب انہوں نے دیکھا کہ راستہ میں افواج متعین ہیں اور بالخصوص ان کے مکان "مقاصد نشان طاش" کے آس پاس فوجی اجتماع زیادہ تھا۔ اس فوجی اجتماع کا سبب انہیں معلوم نہ تھا اور اس کی خبر نہ تھی کہ جہاز موسومہ "عزالدین" ان کو سوار کر کے ملک بدر کرنے کے لئے کئی روز سے تیار کھڑا ہے۔ یہاں تک کہ سرے طولہ باغچہ میں (جہاں سلطان عبدالحمید مقیم تھے) پہنچ گئے اور اس کے ایک کمرہ میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگے کہ اب ان کو سلطان کی باریابی کے لئے طلب کیا جائیگا کہ ناگاہ سلطان کے ایڈیکٹاٹنگ آئے اور حکم سلطانی دیا کہ مدحت پاشا "عزالدین" جہاز میں سوار ہو جائیں اور

زبردستی ان کو جہاز میں سوار کر کے ایک بندر لٹافہ دیا گیا کہ ۲۴ گھنٹہ کے بعد اس کو کھولا جائے
جب اُس لٹافہ کو کھولا گیا تو معلوم ہوا کہ مدحت پاشا کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ یورپ کے
جس ساحل پر ترنا چاہیں گے اسی ساحل پر انہیں اتار دیا جائیگا۔

چنانچہ مدحت پاشا نے اٹالوی بندرگاہ "برینڈسی" کو پسند کیا اور وہ وہیں اتار دیے گئے
مدحت پاشا کے اخراج سے جس قدر ناگواری طبقہ اجراء میں پیدا ہوئی اسی قدر جاہ پسند
مستبدین میں مسرت و شادمانی کے آثار نمایاں ہوئے۔ بالاینہم کہ اجراء نے اس قسم کے طرز
عمل کا سدباب کرنے کے لئے قانون اساسی کی دفعہ ۱۱۰ میں مناسب انتظام کر لیا تھا
مگر مابین پہا یونی کی قانون دانی قابل تعریف ہے کہ باوجودیکہ اس دفعہ کے اضافہ کے
اثر کا تعلق صوبجات ترکی سے تھا۔ پھر بھی اُس دفعہ کے تحت میں مدحت پاشا کا اخراج
عمل میں لایا گیا۔

دولت عثمانیہ میں مدحت پاشا کا اخراج کوئی معمولی معاملہ نہ تھا جس کو اطمینان و سکون
کے ساتھ دیکھا جاتا۔ اس حادثہ ناگہانی پر تمام طبقہ اجراء اور اُن لوگوں میں جو مدحت پاشا
کی اصلاحی کوششوں کو بظرف پسندیدگی دیکھتے تھے بہت کچھ جوش پیدا ہوا۔ جس کے روکنے
کے لئے سلطان اعظم نے پارلیمنٹ کا اجلاس جلد سے جلد منعقد کرنے کی تیاری کی تاکہ لوگوں
کے قلوب میں مدحت پاشا کے اخراج کے علاوہ دستوری حکومت کو تباہ و برباد ہوجانے کا
اندیشہ پیدا ہو کر اور زیادہ جوش میں اضافہ نہ ہو سکے۔ چنانچہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۷ء کو عثمانی پارلیمنٹ
کا اجلاس منعقد ہوا اور خود سلطان اعظم نے سرے طو لہ باغیچہ میں پارلیمنٹ کا افتتاح فرمایا۔
پارلیمنٹ نے کام شروع کیا مگر افسوس ہے کہ اُسکی عمر ایک سال اور چند ماہ سے زیادہ نہ ہو سکی

مدحت پاشا برینڈسی میں

اُس دوران میں دول یورپ اپنے اُن مطالبات کی مقبولیت یا انکار کا انتظار کرتی

ہیں جو قسطنطنیہ کی کافر نس میں انہوں نے پیش کی تھیں اور جن کا تذکرہ پہلے کیا جا چکا ہے اور وہ امید کر رہی تھیں کہ ایسی حالت میں جبکہ دولت عثمانیہ میں جمہوری حکومت قائم ہو چکی ہے دولت عثمانیہ میں مناسب اصلاح ہو جائیگی جس کے بعد انہیں اصلاح دولت عثمانیہ کے حیلہ و بہانہ سے مداخلت کا موقع نہ ملے گا۔

مگر جب مدحت پاشا ترکی سے خارج کر دئے گئے اور ضمام حکومت ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں آئی جو دول یورپ کی چالاکیوں اور وسیسہ کاریوں کا مناسب تدارک نہ کر سکتے تھے جس کے بعد دول یورپ کے مطالبات معقول طریقوں کی بجائے غیر دانشمندانہ طریق پر رد کر دئے گئے اور بالآخر وہ جنگ روس و ترکی برپا ہو گئی جس کا تذکرہ کیا جا چکا ہے۔ دولت عثمانیہ پر یہ مصائب نازل ہو رہے تھے جن کے حالات سنکر مدحت پاشا بریتیشی وغیرہ میں (جہاں کہ وہ قسطنطنیہ سے جدا ہونے کے بعد مقیم ہوئے تھے) سخت پریشان و متفکر تھے۔ اور ساعی تھے کہ کسی طرح اس جنگ کے شعلے پست ہو جائیں اور دولت عثمانیہ اپنے دشمنوں کی ہوسناکیوں سے محفوظ ہو جائے۔ چنانچہ انہوں نے باب عالی کو خطوظ لکھے جس کے جواب میں سلطان عبدالحمید کے رئیس تشریفات (جمیر لین) نے مدحت پاشا کو لکھا کہ سلطان کو تمہاری خوبت کے مصائب سے دلی ہمدردی ہے اور جب حضرت السلطان نے تمہاری تکالیف سفر کو دوسرے ذرائع سے معلوم کیا تو وہ روئے تھے۔ اور اب حضور ممدوح نے تمہارے لئے ایک ہزار پونڈ مرحمت فرماتے کا حکم صادر فرمایا ہے جس کا علم کسی کو نہیں ہے۔ حضور ممدوح دریافت فرماتے ہیں کہ یہ رقم تمہارے پاس کس طرح ارسال کی جائے؟ مگر مدحت پاشا نے اس رقم کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور لکھ دیا کہ میں دولت عثمانیہ اور اپنے وطن کی خدمت بغیر کسی معاوضہ ہی کے کر رہا ہوں۔ بعد ازاں مدحت پاشا کو سلطان نے قسطنطنیہ بلایا گو ان کے بعض دوستوں نے انہیں یہی مشورہ دیا تھا کہ قسطنطنیہ کیا بلکہ ممالک عثمانیہ میں بھی نہ تسبیے کیونکہ مابین ہایونی کے خطرناک لوگوں

اور جو سلطان کے طرز عمل سے جو دوسرے قلوب میں پیدا ہو چکے تھے اُن سے اندیشہ تھا کہ کہیں مدحت پاشا اور مشکلات میں مبتلا نہ کر دئے جائیں۔ تاہم مدحت پاشا قسطنطنیہ تو نہ گئے مگر کریٹ میں آنے پر رضامند ہو گئے تاکہ سلطان کے ارشاد کی بھی تعمیل ہو جائے اور اہتمام کے طور پر قسطنطنیہ سے دوری رہے کیونکہ سلطان اور اُن کے درمیانی اشخاص کے موجودہ حالات بھی اسی بُسر کے متقاضی تھے۔ چنانچہ سلطان نے بھی مدحت پاشا کے کریٹ میں قیام کرنے کو منظور کر لیا۔ اور اُن کے بیوی بچوں کو بھی اُنکے پاس کریٹ میں روانہ کر دیا جس وقت مدحت پاشا کریٹ پہنچے باشندگان کریٹ نے نہایت شاندار طور پر اُن کا استقبال کیا جنگی جہازوں سے توہینیں سر کر گئیں۔ دو ماہ تک مدحت پاشا کریٹ میں مقیم رہے تھے کہ سلطان المعظم کا ایک حکم بذریعہ تار اُن کے نام موصول ہوا جس میں انہیں ملک شام کا گورنر مقرر کئے جانے کی اطلاع تھی جسے مدحت پاشا نے اطاعت کے ساتھ قبول کر لیا اور مع گھر بار کے ایک جہاز سمی "فوائڈ" پر سوار ہو کر بیروت پہنچے اور پھر شام کی دارالحکومت دمشق میں آ گئے۔

شام میں مدحت پاشا کی گورنری

باشندگان شام نے مدحت پاشا کی اُن مساعی جمیلہ کی شہرت کو جو وہ آزادی و حریت کے راستہ میں کرتے رہے تھے سنا تھا اور وہ خوش تھے کہ ہمارے صوبہ کی گورنری کے لئے ایک ایسا آزاد خیال بہتر سر ترک آ رہا ہے جو ملک اور قوم کی اصلاح میں انتہائی جدوجہد سے کام لیتا ہے۔ چنانچہ جب مدحت پاشا شام پہنچے تو باشندگان شام نے اُن کا شاندار استقبال کیا اور ایک عظیم الشان جلسہ کیا جس میں مدحت پاشا کی تشریف آوری پر اطمینان ظاہر کیا گیا تھا۔ اور اُنکی ذات پر اعتماد کا اعلان کرتے ہوئے خواہش کی گئی تھی کہ وہ شام میں بھی اصلاحات رائج فرمائیں۔ چنانچہ مدحت پاشا نے باشندگان کی امیدوں

کے موافق ملک میں اسی طریقہ پر اصلاحات شروع کیں جیسا کہ عراق عرب میں اس سے قبل اپنی گورنری کے دوران میں رائج کی تھیں۔ مدحت پاشا نے شام میں صنعت و حرفت کے مدارس قائم کئے، یتیم خانے بنائے جس میں انکی پرورش اور تعلیم کا انتظام کیا گیا تھا چھوڑوں اور ڈاکوؤں سے محفوظ رکھنے کے لئے زاید پولیس تعینات کی جس کی بدولت امن و امان قائم ہو گئی اور لوگ اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے۔ شہروں میں بڑی بڑی سڑکیں نکالیں بازاروں کو ریفیوئی دی، ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں تک مناسب راستے بنائے جس سے آنے جانے میں لوگوں کو بہت کچھ آسانیاں ہو گئیں۔ ٹرمپوئی جاری کی اور طرابلس الشام اور بندرگاہ تک خصوصیت کے ساتھ ٹرمپوے چلائی جس سے تجارتی سہولتیں پیدا ہو گئیں۔ دمشق و دارالحکومت کو ریفوئی دینے کے لئے سڑکیں وسیع کی گئیں، بازار عمدہ طریقہ پر قائم کئے گئے جن کی وجہ سے دمشق کی وہ عظمت پھر قائم ہو گئی جو ازمنہ سابق میں تھی۔ اہل دمشق مدحت پاشا کے اس کارنامہ کو کبھی نہیں بھول سکتے کہ باوجود باشندگان میں مختلف گروہ اور مذاہب ہونے کے محبت و الفت و اتفاق و اتحاد ایسا پیدا ہو گیا جس کی نظیر اس سے پہلے انہیں نہیں مل سکتی۔ مدحت پاشا نے شام کے مطابع، شعراء اور ادباء کو خاص آزادی و حریت دی جبکہ بعد ملک میں بہت سے علمی، ادبی، سیاسی رسائل اخبارات شائع ہونے لگے اور بہت سی انجمنیں قائم کی گئیں۔ مدحت پاشا کی ان خدمات سے اہل شام بہت کچھ خوش تھے اور جب کبھی کوئی اہم جلسہ ہوتا اور مدحت پاشا اس میں شرکت کرتے تو حاضرین "مدحت پاشا زندہ باد" کے مسرت آمیز نعرے بلند کرتے ان واقعات کی اطلاع مابین ہمایونی کے اشخاص نے بڑے طریق پر حضرت جلالت السلطان تک پہنچائی اور ان دیگر تجاویز کو مدحت پاشا نے شام کی ترقی کے لئے باب عالی کو روانہ کی تھیں نامنظور کرنے کی فکریں کرنے لگے اور بالآخر سلطان کی طرف سے فیصلہ مارشل شام کو حکم بھیجا گیا کہ وہ ان حالات کی نگرانی کرے جس کے بعد مدحت پاشا

نے طے کر لیا کہ میں مستغنی ہو جاؤں گا اور لکھنؤ یا کہ میری تجاویز کو منظور فرمایا جاوے یا میرا استعفا قبول کر لیا جاوے۔ اسی دوران میں دروزہ حوزان میں تھری و سرکشی کے آثار پیدا ہو گئے اور بڑے ہو گئے۔ جس پر باب عالی سے حکم ہوا کہ وہاں جا کر ان تمام نزاعات کو رفع کر دیں چنانچہ مدحت پاشا نے نہایت مستعدی کے ساتھ انتظام کر دیا اور دولت عثمانیہ کی وہ فدا انجام دیں جن کا اعتراف خود سلطان المعظم نے بھی فرمایا جب مدحت پاشا نے اس سے فراغت پائی تو باعالی کو بوجہ اپنے ضعف اور بڑھاپے کے استعفا بھیج دیا مگر سلطان نے منظور کر دیا اور خواہش کی کہ وہ اب صوبہ از میر کی گورنری قبول فرمائیں۔ یہ واقعہ سنہ ۱۸۶۷ء کا ہے۔

از میر میں مدحت پاشا کی گورنری

ترکی کے صوبہ ایدن کا دارالسلطنت از میر ہے اس صوبہ کی گورنری پر روانہ ہونے کے احکامات مدحت پاشا کو سلطان احمد خاں کی طرف سے موصول ہو چکے تھے۔ جن کو انہوں نے باوجود اپنی ضعیفی کے محض قوم و ملک کی اعانت اور اس سے محبت ہونے کی وجہ سے منظور کر لیا تھا۔ مدحت پاشا کو معلوم تھا کہ "از میر کی گورنری موجودہ وقت میں سخت مشکلات میں سے ہے۔ کیونکہ دولت عثمانیہ کے تمام صوبجات سے زیادہ اس صوبہ ایدن کی حالت ابتر تھی۔ وہاں ڈاکوؤں اور رہزنیوں نے رعایا کو سخت پریشان کر رکھا تھا۔ لیکن چونکہ انہیں اپنی قوم اور اپنے ملک سے خاص اُنس تھا اور وہ دیگر صوبجات میں بجاہدہ گورنری مقرر ہو کر مختلف طور پر ملکی اصلاحات کا خاص تجربہ حاصل کر چکے تھے۔ پس وہ اس عہدہ کو منظور کر کے "از میر" تشریف لے گئے۔ اور جس طرح انہوں نے صوبہ شام کی اصلاح کی تھی اسی طرح صوبہ ایدن کی اصلاح کامیابی کے ساتھ شروع کر دی۔ صوبہ ایدن میں ایک مختصر فوج تھی جو جدید طور پر آراستہ نہ تھی۔ انہوں نے اس فوج کو بھی درست کیا اور دوسری جدید فوج بھی ضرورت کے مطابق ترتیب دی جس کو انہوں نے یورپی طرز

پر تیار کر دیا جسکی بدولت تمام ڈاکوؤں اور رہنوں کا امتیصال ہو گیا۔ اور رعایا خوش و خرم ہو گئی۔

ماہین ہمایونی کے لوگ مدحت پاشا سے کبیدہ خاطر تھے ہی اور جب وہ ہر صوبہ میں مدحت پاشا کے کارہائے نمایاں کے حالات سننے تو اور زیادہ رنجیدہ ہوتے۔ آٹنی کوشش ہی ہوتی تھی کہ کسی طرح مدحت پاشا کو مشکلات میں پھنسا یا جائے۔ اور سلطان عبدالحمید بھی ابوالاحرار مدحت پاشا کے وجود کو اپنی حکومت کے لئے ایک خطرہ عظیم یقین کرتے تھے۔ پس ماہین ہمایوں کے لوگوں نے موقع پا کر سلطان عبدالحمید کو بتلایا کہ مدحت پاشا صوبہ ازبیر (اسمرنا) میں ایک جدید فوج یورپین طرز پر مہیا کر رہے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ اس خطرہ سے کسی نہ کسی طرح مخلصی حاصل کی جائے مختلف مشورات ہونے کے بعد پاشا کو مرحوم سلطان عبدالعزیز کے مردہ مسلہ کو پھر زندہ کیا جائے۔ باوجودیکہ سلطان عبدالعزیز کی وفات کا سبب تقریباً ۱۰ ڈاکٹروں نے خود کشی بتلایا تھا۔ اور اپنی اس رائے کو بطور سارٹیفکیٹ لکھ کر اپنے اپنے دستخط ثبت کر چکے تھے۔ باہم سلطان عبدالحمید اور ماہین ہمایونی کے لوگوں نے بزم خود مشہور کر دیا کہ سلطان عبدالعزیز مرحوم قتل کئے گئے تھے اور قاتلین میں عونی پاشا (دزیر جنگ) جنکو جس چرکسی نے مدحت پاشا کے مکان پر ۱۸۶۶ء میں گولی سے ہلاک کر دیا تھا) داماد محمود پاشا اور داماد نوری پاشا کا نام لے دیا اور کہہ دیا کہ ان کے قتل میں مدحت پاشا، رشدی پاشا (سابق وزیر اعظم) اور خیر احمد آفندی (شیخ الاسلام بھی شریک تھے) جب معاملہ کی نوعیت اس طرح مشہور کرادی گئی اور اخبارات میں بھی سلطان مرحوم کی وفات کا قضیہ بصورت قتل شائع کر دیا۔ تب سلطان عبدالحمید نے احکامات صادر کر دی کہ ان لوگوں کو گرفتار کر لیا جائے جو سلطان مرحوم کے قتل میں شریک تھے۔ چنانچہ رشدی داماد محمود پاشا، نوری پاشا اور خیر احمد آفندی کو گرفتار کر لیا گیا۔ رشدی پاشا کو منگیشیا میں اور خیر احمد آفندی کو مکہ منظمہ میں اور دوسرے احرار کو دوسرے مقامات میں خارج البلد کرنے

کے احکامات صادر ہو گئے۔ اور یہ لوگ اپنی زندگی کے آخری ایام گزارنے کے لئے مذکورہ مقامات پر بھیجے گئے اس کے بعد قسطنطنیہ میں سلطان کے پاس صرف خوشامدی شخصیاں یا وہ لوگ جو احرار سے بوجہ ناراض تھے یا کچھ راہ لوگ تھے جو پہلے آزاد خیال تھے اور پھر انہوں نے طمع دنیا سے اپنے خیالات میں تبدیلی کر لی تھی باقی رہ گئے۔

مدحت پاشا کی گرفتاری

مدحت پاشا ان ایام میں از میر کی گورنری پر مامور تھے انکو قسطنطنیہ کی بددشت ناک خبریں دریافت ہوئیں اور معلوم ہوا کہ وہ سلطان عبدالعزیز کے قتل میں متہم کئے گئے ہیں اور ان کی زندگی خطرہ میں ہے۔

مدحت پاشا نے اپنے ان دوستوں سے جنہوں نے انکو یہ خبریں دی تھیں یہی کہا کہ قسطنطنیہ کے ان واقعات سے میرے دل میں کوئی پریشانی و توحش پیدا نہیں ہوا ہے کیونکہ میں اپنی ذات کو اس معاملہ میں بالکل بے گناہ یقین کرتا ہوں۔ اور یقیناً عدالتی فیصلہ مجھے بری کر دیگا۔ ادھر سلطان نے یہ تجویز کی کہ پوشیدہ طور پر مدحت کو گرفتار کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ چنانچہ علی پاشا اور رضا بک کو مع دیگر فوجی افسران و افواج کے اس مہم کے لئے روانہ کروایا جو جلد سے جلد از میر ا جہاں مدحت پاشا گورنر تھے پہنچ گئے مگر لوگوں کو ان کے آنے کا سبب معلوم نہ ہو سکا۔ اس فوج کے آنے کی اطلاع جب مدحت پاشا کو ہوئی تو انہوں نے اس کے آنے کی غرض معلوم کرنے کے لئے جہد و جہد کی اور معلوم کر لیا کہ وہ قصر یلدیز کے احکامات بابت گرفتاری مدحت پاشا کے لئے آئی ہے مدحت پاشا نے جو فوج از میر کے حالات کو درست کرنے کے لئے بطیار کی تھی اس کے ایک افسر نے سوداگر کے لباس میں جا کر مذکورہ بالا بات کی خاص طور پر علی پاشا سے توثیق کر لی اور معلوم کر لیا کہ علی پاشا قسطنطنیہ کے دوسرے آنے والے احکامات کے منتظر ہیں جب وہ موصول

ہو جائیں گے تو اپنی جدید کارروائی شرف کریں گے پس مدحت پاشا نے خاص احتیاط شرف کردی اور اپنے محل میں ایک پوشیدہ دروازہ کھول دیا تاکہ وہ اس کے ذریعہ سے سمندر کے کنارہ پر پہنچ سکیں اور ایک انگریزی کشتی مہیا کر لی کہ بوقت ضرورت انکی خواہش کے مطابق از میر سے کسی دوسری جگہ پہنچا دے مدحت پاشا اس نازک موقع پر اپنے بچاؤ کے لئے اپنی ترتیب دی ہوئی فوج سے کام لے سکتے تھے لیکن یہ انکی قومی و ملکی محبت تھی کہ انہوں نے اپنے طرز عمل سے خانہ جنگی کے بڑے فخر کو ناپسند کیا اور صرف معمولی ضروری احتیاط پر اکتفا کیا۔

ایک دن شام کو مدحت پاشا کے مخبر نے اطلاع دی کہ صلی پاشا کو فوری طور پر تارگھر میں بلا یا گیا ہے تاکہ وہ قسطنطنیہ سے آئے ہوئے احکامات کو حاصل کر لیں۔ احکامات کی نوعیت یہ تھی کہ مدحت پاشا کو قتل کر دیا جائے اور نئے بال بچوں کو فوج کر ڈالا جائے لیکن اس کارروائی پر عمل ہونا اسی وقت ممکن تھا کہ مدحت پاشا کے گھر والوں یا ملازمین میں سے فوجی لوگوں پر احکامات کی تعمیل کرتے وقت کوئی حملہ کر دے تو فوجی لوگ تمام گھر والوں کو قتل کر دیں صلی پاشا نے مدحت پاشا کے ملازمین میں سے ایک شخص تلاش کیا چنانچہ ان کے ملازم نذیر نے اس پر آمادگی ظاہر کی اور طے ہو گیا کہ جس وقت فوجی لوگ داخل ہونگے نذیر ان پر ریوالور کا فیر کر دے گا جو فوجی لوگوں کے لئے قتل علم کرنے کی معقول وجہ ہو جائیگا۔

جب مدحت پاشا کو ان خطرات کا علم ہوا تو انہوں نے اپنی یکم کو تمام حالات سے مطلع کیا۔ اور بتلایا کہ میں اس پوشیدہ دروازہ سے چلا جاؤنگا اور جب فوجی لوگ ہمارے مکان میں داخل ہوں تو تم کو چاہئے کہ کسی قسم کی زیادتی نہو چنانچہ نصف رات کو یکا یک توپوں کے تین فیر ہوئے جو عموماً شہر میں آتشزدگی کے وقت کے جاتے ہیں لیکن یہ فیر اس لئے کیے گئے کہ لوگوں کے خیالات آتشزدگی کے تصور میں رہیں اور فوج اپنا کام مدحت پاشا کی گرفتاری

وغیرہ عمل میں لائے۔ مدحت پاشا نے اس سے صلی پاشا کی کارروائی کے آغاز کا اندازہ لیا اور وہ مع اپنے سکرٹری کے پوشیدہ دروازے سے نکل گئے اور گھوڑے پر سوار ہو کر انگریزی سفارتخانہ کی طرف چلے صلی پاشا کی فوج سامنے سے نظر آرہی تھی یہاں تک کہ وہ انگریزی سفارتخانہ میں پہنچ گئے مگر سفیر انگلستان وہاں موجود نہ تھے۔ چہرہ فرانسسی سفارتخانہ میں پہنچے اور سفیر موصوف کو تمام واقعات بتلائے اور خواہش کی کہ آپ کو اس معاملہ میں میری مدد کرنی چاہئے۔ اُدھر صلی پاشا مع فوج کے مدحت پاشا کے مکان پر شہر کی آتشزدگی کا حال معلوم کرنے کے بہانہ سے آئے۔ مدحت پاشا کے ملازمین نے کہا کہ پاشا موصوف کے مکان پر موجود نہیں ہیں جسکو انہوں نے باور نہیں کیا اور فوراً حکم دیا کہ دروازہ توڑ کر مکان کے اندر داخل ہو جاؤ چنانچہ وہ مع فوجی افسران کے داخل ہو گئے۔ اسی وقت حسب قرار داؤنڈیر نے ریوالور چلانا چاہا کہ یکا یک مدحت پاشا کے دوسرے ملازم نے اُسکے ہاتھ سے ریوالور چھین لیا جس سے صلی پاشا کی یہ تدبیر بیکار ہو گئی۔

صلی پاشا نے محل کا کونہ کونہ دیکھ ڈالا یہاں تک کہ مدحت پاشا کے کم سن بیٹے کے پلنگ کو بھی دیکھا مگر مدحت پاشا کونہ پاسکے۔ صلی پاشا کی اس آخری جبا کارروائی پر بیگم مدحت پاشا سخت ناراض ہوئیں اور کہا کہ تم مع اپنے ساتھیوں کے مکان سے نکل جاؤ ورنہ مجھے مناسب کارروائی کرنا پڑیگی۔ چونکہ صلی پاشا اپنے مقصد کو لوگوں سے بالکل پوشیدہ رکھنا چاہتے تھے اس لئے انہوں نے یہی مناسب سمجھا کہ یہاں سے چلے جائیں چنانچہ چند فوجی لوگوں کو محل میں چھوڑ کر چلے گئے۔ اس کے بعد انہیں معلوم ہوا کہ مدحت پاشا فرانسسی سفارتخانہ میں ہیں بس وہ اُس طرف متوجہ ہوئے اور سفارتخانہ کے ہر چہار طرف فوج متعین کر دی تاکہ مدحت پاشا یہاں سے نکل نہ سکیں فرانسسی سفیر نے یہ حالت دیکھ کر تمام سفراء دول کو جمع کیا اور مدحت پاشا کی خواہش بیان کی کہ وہ سفراء دول پورے کی معرفت بابعالی سے یہ سٹے کرا لیتا چاہتے ہیں کہ ان کا مقدمہ کھلی عدالت میں کیا جائے چنانچہ

بعد یقیناً تاسفراہ دول نے باجالی سے اس امر کا عندلے لیا۔ تب مدحت پاشا نے اپنے کو
حلی پاشا کے حوالہ کر دیا۔ اور جہاز میں سوار ہو کر قسطنطنیہ چلے گئے۔

مدحت پاشا کے مقدمہ کی سماعت

امروز سے مدحت پاشا خاص سلطانی جہاز میں سوار کر کے قسطنطنیہ لائے گئے تھے اور
آنکھوں کو عمل مالطہ (قصر ملیہ بزرگہ) میں ٹھہرایا گیا۔ بہت سی گفت و شنید کے بعد ایک
عدالت مدحت پاشا وغیرہ کے مقدمہ کی سماعت کے لئے قائم کی گئی۔ جو پانچ اشخاص پر
مشتمل تھی جس میں تین مسلمان اور دو مسیحی تھے۔ اس عدالت کا اجلاس قصر ملیہ میں شروع
ہوا۔ سلطان عبدالحمید پروردہ کے اندر تشریف فرما تھے اور سفراء دول کو عدالت کی کارروائی
جو دیکھنے کی اجازت تھی جو تمام اجلاسوں میں شریک ہوئے بعض فرانسسی اخبارات کے نامہ
نگاروں کو صرف ان اجلاسوں میں شرکت کی اجازت دی گئی تھی جن کی کارروائی راز
میں رکھنی پیش نظر نہ تھی۔ اس عدالت کے صدر سردری آفندی (جو ایک بڑے عالم تھے)
مقرر کئے گئے تھے۔ افتتاح اجلاس کے وقت ملزمین مدحت پاشا، داماد محمود پاشا، داماد
نوری پاشا، علی بک نجیب بک اور فخری بک اور بعض خدام پیش ہوئے۔ عدالت نے
استغاثہ پڑھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ "سلطان عبدالعزیز کے معزول ہونے کے بعد داماد
نوری پاشا اور داماد محمود پاشا نے دو پہلو انوں اور ایک محافظ سرائے بشکھلاش (جہاں
سلطان عبدالعزیز مقیم تھے) کو آمادہ کیا کہ وہ سلطان مرحوم کو قتل کر ڈالیں اور ان سے
وعدہ کیا کہ تم کو فرداً فرداً تین تین پونڈ عثمانی مانا بہ طور حرمی خدمت ہمیشہ ہیشہ یا جاہیگا۔
چنانچہ ان لوگوں نے فخری بک (حاجب سلطان) کی مدد سے سلطان عبدالعزیز کو قتل
کر ڈالا اور علی بک نجیب بک نے ان قاتلوں کو سلطان عبدالعزیز کے کمرہ تک پہنچایا۔ یہی
دن قسطنطنیہ میں ایک جلسہ تھا جس کو مدحت پاشا، رشیدی پاشا، عونی پاشا، خیر افندی

شیخ الاسلام، داماد محمود پاشا اور داماد نوری پاشا نے ترتیب یا امتحان اس قسم کے جس قدر احکامات صادر ہوئے وہ اسی جلسہ کے نتائج تھے اور انہیں اشخاص کی تصدیق کر دینے کے بعد سلطان مرحوم کا قتل عمل میں آیا۔ پس یہ لوگ قتل سلطان کے مرتکب ہوئے ہیں۔

اس فرد قرار و اجرم کے ثنائے کے بعد فاضل حجوں نے ملزمین کا بیان لیا اور مختلف سوالات کے ملزمین اپنی طرف سے الزامات کی تردید کرتے رہے اور اپنی بے گناہی کے کافی ثبوت بہم پہنچائے۔ اس عدالت کے اجلاس ۲۳۔ جون سے ۲۹۔ جون تک برابر ہوتے رہے اور بالآخر عدالت نے ان تمام ملزمین کے لئے پھانسی کا حکم دیدیا۔

اس عدالت کی کارروائی روزانہ بذریعہ تاریخہ تاریخہ یورپ کے اخبارات کو روانہ کی جاتی تھی اور شائع ہوتی تھی لیکن نامہ نگاران کارروائیوں کو اسی وقت روانہ کر سکتے تھے جبکہ وہ محکمہ احتساب (سنسز) قسطنطنیہ میں منظور کرالیں۔ چنانچہ ٹامس کے نامہ نگار نے اپنی ایک چٹھی میں (جو ٹامس مورخہ یکم جنوری ۱۸۸۱ء میں شائع ہوئی تھی) اس کی شکایت کی تھی اور لکھا تھا کہ میں ان جلسوں کی پوری کیفیت صحیح طور پر سنسز کی وجہ سے نہ لکھ سکا تھا۔ شہادتیں سب کی سب مابین ہمایونی کے اشخاص پر یا ایسے لوگوں پر مشتمل تھی جو ان کے اثر میں تھے اور وہ محض سماعی شہادت دیتے تھے۔ ایک گواہ رفت آقادی پیش ہو جس نے کہا کہ میں نے دمشق میں سنا تھا کہ مدحت پاشا کہتے تھے کہ سلطان عبدالعزیز کو اس لئے کیا گیا کہ وہ پھر برسر حکومت ہو کر وزراء کو سخت سزا میں دیں۔ نامہ نگار مذکور نے یہ بھی لکھا تھا کہ ملزمین کو دکلاہ و بیہ سڑوں سے مشورہ لینے کا موقع نہیں دیا گیا۔ صرف مدحت پاشا کو اپنے بیہ سڑ سے صرف دو مرتبہ ملاقات کا موقع ملا تھا۔ ان کارروائیوں کے بعد دول یورپ نے ان سخت سزاؤں کو دیکھتے ہوئے مداخلت کی اور پھر ان ملزمین کی سزائے موت جلاوطنی کے بدلے میں تبدیل کی گئی۔

مدحت پاشا بجاالت جلاوطنی طائف میں

جب ان ملزمین کی سزائے موت جلاوطنی سے بدل گئی تب مدحت پاشا کو طائف

مگر منظمہ کے قریب، خارج البلد کر دیا گیا۔ ان کے ساتھ داماد محمود پاشا اور داماد فوری پاشا بھی تھے۔ جب یہ لوگ جہاز سے جدہ اترے تو اپنے دوست خیر اللہ آفندی شیخ الاسلام سے ملائے ہوئے انکو بھی اسی اہتمام کے سلسلہ میں مکہ میں جلاوطن کیا گیا تھا۔

مدحت پاشا کی بیگم اور انکے بچے اسمرا ناہی میں تھے اور انتظار کر رہے تھے کہ پردہ غیب سے کیا کیا طور میں آتا ہے۔ مدحت پاشا کہ امیر ناچھوٹے ہوئے تین سال گذر چکے تھے اور انکی بیگم سخت بچپن تھیں کہ تین سال کے بعد مدحت پاشا کا ایک خط انکے ایک آدمی کی معرفت جو طائف آیا تھا ملا جس میں تحریر تھا کہ "میرے شانہ میں ایک بڑا زخم ہو گیا ہے جو بڑھتا بڑھتا "آتش" (دہ زخم جو پتھر جیسا سخت اور سوزن میں آگ جیسا ہوتا ہے) ہو گیا ہے چونکہ یہاں کوئی اچھا طبیب نہیں اس لئے سخت کلفت ہے گو میرے رفقا ہر طرح آرام و راحت پہنچاتے ہیں مگر شفا یابی سے مایوسی ہے۔ انہوں نے اپنے خط میں اپنی غذا کا بھی ذکر کیا تھا اور بتلایا تھا کہ "ہم آٹھ اشخاص کو کچھ شور بادور تھوڑی سی روٹی دی جاتی ہے۔ دوسرے خط میں انہوں نے تحریر کیا تھا کہ میرا زخم گو اچھا ہو رہا ہے مگر ضعف بہت زیادہ ہو گیا ہے۔ تیسرے خط میں انہوں نے اندیشہ ظاہر کیا تھا کہ "مابین ہمایونی کے لوگ مجھے زہر دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور چند لوگ ہیں جو اپنی شرارتوں سے سخت پریشان کرتے ہیں اور ان کا ارادہ ہے کہ کسی طرح مجھے قتل کر دیا جائے" ان اشخاص میں خصوصیت کے ساتھ کبیر چرکسی (جو سن چرکسی کا دوست تھا) کا ذکر کیا تھا۔ یہ ان کا آخری خط تھا جو ۲۴ ستمبر ۱۸۵۷ء کا تحریر شدہ تھا۔ اس خط کو ان کی بیگم نے سفیر انگلستان کے سامنے پیش کیا جنہوں نے وعدہ کیا کہ وہ انکے شوہر کے معاملہ میں اپنی کوششوں کو صرف کریں گے چند لارڈ ڈفرن سفیر انگلستان نے سفیر فرانس متعینہ جدہ کی معرفت مدحت پاشا کی خیریت دریافت کرانی معلوم ہوا کہ انکی صحت اچھی ہے۔ اسی دوران میں داماد فوری پاشا مجنون ہو کر انتقال کر چکے تھے۔

مدحت پاشا کا قتل

۲۶۔ اپریل ۱۸۸۳ء کو مدحت پاشا اپنے کمرہ میں سو رہے تھے کہ ناگاہ چند اشخاص ان کو کمرہ میں گھس آئے اور انہوں نے مدحت پاشا اور دانا و محمود پاشا کو سوتے میں دبا لیا اور دونوں کا گلا گھونٹ دیا جس سے ان کا رفتہ حیات ٹوٹ گیا اور ہمیشہ کے لئے ابوالاحرار مدحت پاشا اپنی قوم اور اپنی پارٹی کے لوگوں سے جدا ہو گئے۔

مدحت پاشا کی اس دردناک وفات کے تفصیلی حالات خیراتہ آفندی شیخ الاسلام نے اپنے خط میں تحریر فرمائے ہیں جس کو مدحت پاشا کے بیٹے علی حیدر نے اپنی ترتیب دادہ تاریخ مدحت پاشا میں شائع کیا ہے جس میں قاتلین کے نام بھی ظاہر کئے ہیں مدحت پاشا کا قتل میں نو آدمی شریک تھے اور محمود پاشا کے قاتلین گیارہ تھے۔ اور ان میں اکثر لوگ چرکسی اور ادنی فوجی لوگ تھے۔

آہ مدحت!

مدحت پاشا نے ۱۸۲۲ء میں دنیا میں قدم رکھا تھا اور ۱۸۸۳ء میں اس جہانِ فانی سے ایک دردناک طریقہ کے ساتھ رحلت فرمائی۔

مدحت پاشا ایک بااخلاق، متواضع، قومی و ملکی فوائد پر اپنے ذاتی فوائد کو قربان کر دینے والے آزاد خیال بزرگ تھے ان کی رائیں قوم و ملک کے لئے نہایت مفید اور ان کے جذباتِ حبِ وطن میں ڈوبے ہوئے ہوتے تھے۔ وہ استبداد کو ناپسند کرتے تھے اور ان کے انحال و اقوال میں صداقت و سچائی ہویدا ہوتی تھی۔ اور وہ ملکی اصلاح کی طرف خاص رغبت رکھنے والے ملک کے حقیقی رہنما تھے۔ اپنی قوم اور ملک کے استبداد پسند طبقہ سے وہ خاص نفرت اپنے قلب میں رکھتے تھے۔ اور ان سے مقابلہ کرنے میں نہایت

جرات و آزادی سے کام لیتے تھے۔ جس کا نتیجہ بالآخر ان کا دور نامک طریقہ پر قتل ہو گیا
 دوستوں کے ساتھ ان کا اخلاق نہایت وسیع تھا۔ وہ اپنے مخالفین یعنی استبداد پسند
 لوگوں سے بھی حشمت کے ساتھ پیش آتے تھے اور ان کی طرف حسن ظن رکھتے تھے تاکہ
 وہ بھی قوم و ملک کے مفید امور کو پسند کرنے لگیں۔ ان کا ظاہر و باطن ایک تھا وہ اپنے
 رازوں کو بھی پوشیدہ نہیں رکھتے تھے کیونکہ وہ رازدارانہ طرز عمل کو پسند نہ کرتے تھے
 غرض کہ جو بنیاد انہوں نے حکومت و ستوری کی رکھی تھی اور جس کی جدوجہد میں وہ شہید ہو
 بالآخر نئے بعد گو وہ احرار کا میاب ہوا۔ اور صحیح طور پر ان کی قدر کی گئی۔ صفحہ تاریخ پر
 ان کا تذکرہ روشن حروف میں جب تک دنیا قائم ہے لکھا رہیگا۔

قلمشُد

مدحت پاشا کا قتل

۲۶۔ اپریل ۱۸۸۳ء کو مدحت پاشا اپنے کمرہ میں سو رہے تھے کہ ناگاہ چند اشخاص ان کو کمرہ میں گھس آئے اور انہوں نے مدحت پاشا اور دانا محمود پاشا کو سوتے میں دبایا اور دونوں کا گلا گھونٹ دیا جس سے ان کا رشتہ حیات ٹوٹ گیا اور ہمیشہ کے لئے ابوالاحرار مدحت پاشا اپنی قوم اور اپنی پارٹی کے لوگوں سے جدا ہو گئے۔

مدحت پاشا کی اس درونماکوفات کے تفصیلی حالات خیر اللہ آفندی شیخ الاسلام نے اپنے خط میں تحریر فرمائے ہیں جس کو مدحت پاشا کے بیٹے علی حیدر نے اپنی ترتیب دادہ تاریخ مدحت پاشا میں شائع کیا ہے جس میں قاتلین کے نام بھی ظاہر کئے ہیں مدحت پاشا کا قتل میں نو آدمی شریک تھے اور محمود پاشا کے قاتلین گیارہ تھے۔ اور ان میں اکثر لوگ چرکسی اور ادنی فوجی لوگ تھے۔

آہ مدحت!

مدحت پاشا نے ۱۸۲۲ء میں دنیا میں قدم رکھا تھا اور ۱۸۸۳ء میں اس جہان فانی سے ایک درونماک طریقہ کے ساتھ رحلت فرمائی۔

مدحت پاشا ایک بااخلاق، متواضع، قومی و ملکی فوائد پر اپنے ذاتی فوائد کو قربان کر دینے والے آزاد خیال بزرگ تھے جو ان کی رائیں قوم و ملک کے لئے نہایت مفید اور ان کے جذباتِ حبِ وطن میں ڈوبے ہوئے ہوتے تھے۔ وہ استبداد کو ناپسند کرتے تھے اور ان کے افعال و اقوال میں صداقت و سچائی ہو یہاں ہوتی تھی۔ اور وہ ملکی اصلاح کی طرف خاص رغبت رکھنے والے ملک کے حقیقی رہنما تھے۔ اپنی قوم اور ملک کے استبداد پسند طبقہ سے وہ خاص نفرت اپنے قلب میں رکھتے تھے۔ اور ان سے مقابلہ کرنے میں نہایت

جرات و آزادی سے کام لیتے تھے۔ جس کا نتیجہ بالآخر ان کا دردناک طریقہ پر قتل ہو رہا
دوستوں کے ساتھ ان کا اخلاق نہایت وسیع تھا۔ وہ اپنے مخالفین یعنی استبداد پسند
لوگوں سے بھی خصلت کے ساتھ پیش آتے تھے اور ان کی طرف حسن ظن رکھتے تھے۔ تاکہ
وہ بھی قوم و ملک کے مفید امور کو پسند کرنے لگیں۔ ان کا ظاہر و باطن ایک تھا وہ اپنے
رازوں کو بھی پوشیدہ نہیں رکھتے تھے کیونکہ وہ رازدارانہ طرز عمل کو پسند نہ کرتے تھے
غرضکہ جو بنیاد انہوں نے حکومت دستوری کی رکھی تھی اور جس کی جدوجہد میں وہ شہید ہوئے
بالآخر انکے بعد گروہ حرار کا میاب ہوا۔ اور صحیح طور پر ان کی قدر کی گئی۔ صفحہ تاریخ پر
ان کا تذکرہ روشن حروف میں جب تک دنیا قائم ہے لکھا رہیگا۔

مَہِشَد

اقبال

ہر شنبہ کو مراد آباد سے شائع ہونے والا اجناس

۲۲۲۱۸ سائز کے عمدہ سفید کاغذ کے ۸ صفحات پر صاف و روشن لکھائی چھپائی کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔ جو قومی و ملی معاملات پر آزادانہ بحث کرتا ہے۔ ہندو مسلم اتحاد کا حامی ہے ہر اخبار میں کسی شہور محب ملک ہمدرد قوم کی سبق آموز سوانح عمری، اسلامی تاریخ سے ماخوذ دلچسپ مقالات، انگریزی اخبارات کے منتخب مضامین اور ریوٹز کے تازہ تاریخ ہوتے ہیں۔ نمونہ ایک آنے کا ٹکٹ بھیج کر منگائیے اور خریدار ہو جائیے۔

قیمت سالانہ تیس ہشتاد ہی پیسے

المستھر :- مینجر جریدہ اقبال مراد آباد (یو پی)

انفلا عثمانی

جس میں انجمن اتحاد و ترقی کے سیاسی کارنامے، سلطان عبدالحمید ثانی مرحوم کا طرز حکومت نظام مملکت طریقہ عدت پاشا بانی انجمن کی سیاسی وصیت انجمن کا نظام عمل، حکومت سے مقابلہ، سلطان کا عزل، دستور کا قیام نہایت دلچسپ تاریخی واقعات نہایت خوبی سے درج کئے گئے ہیں اور عشق و محبت کے لطیف جذبات سے بھی ناول کو رنگین بنا یا گیا ہے۔ نیازی بے مرحوم اور انور بے کے حیرت انگیز کارنامے کتاب کی جان ہیں قیمت فی جلد پندرہ

پندرہ روپے

مینجر خطاط بک ایجنسی مراد آباد

